

# تیسیر المنطق

مولانا عبداللہ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ



بحاشیہ قدیمہ ”تیسیر المنطق“ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ  
بحاشیہ جدیدہ ”تفسیر المنطق“ مولانا جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مکتبۃ البشیر  
کراچی - پاکستان

# تیسیر المنطق

مولانا عبداللہ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

بحاشیہ قدیمہ ”تیسیر المنطق“ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

بحاشیہ جدیدہ ”تفسیر المنطق“ مولانا جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ



کتاب کا نام	:	تیسیر المنطق
مؤلف	:	مولانا عبداللہ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ
تعداد صفحات	:	۵۶
قیمت برائے قارئین	:	۲۰/-
سن اشاعت	:	۱۴۳۰ھ ۲۰۰۹ء
ناشر	:	مکتبۃ البشریٰ

چوہدری محمد علی چیرٹھل ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

Z-3، اوور سیز بنگلوں، گلستان جوہر، کراچی۔ پاکستان

فون نمبر : +92-21-7740738

فیکس نمبر : +92-21-4023113

ویب سائٹ : www.ibnabbasaisha.edu.pk

ای میل : al-bushra@cyber.net.pk

ملنے کا پتہ : مکتبۃ البشریٰ، کراچی۔ پاکستان +92-321-2196170

مکتبۃ الحرمین، اُردو بازار، لاہور۔ پاکستان +92-321-4399313

المصباح، ۱۶ اُردو بازار لاہور 7223210-042-7124656

بلک لینڈ، سٹی پلازہ کالج روڈ، راولپنڈی 051-5773341-5557926

دارالاحلاص، نزد قصبہ خوانی بازار پشاور 091-2567539

اور تمام مشہور کتب خانوں میں دستیاب ہے۔

## فہرست مضامین

پہلا سبق علم کی تعریف اور اسکی قسمیں..... ۷	تصدیقات کی بحث
دوسرا سبق تصور و تصدیق کی قسمیں..... ۸	پہلا سبق ججہ کی بحث..... ۲۶
تیسرا سبق نظر و فکر و منطق کی تعریف..... ۹	دوسرا سبق قضیوں کی بحث..... ۲۶
چوتھا سبق دلالت و وضع اور دلالت کی قسمیں..... ۱۱	تیسرا سبق قضیہ شرطیہ کی بحث..... ۲۸
پانچواں سبق دلالت لفظیہ و وضعیہ کی قسمیں..... ۱۴	چوتھا سبق تناقض کا بیان..... ۳۲
چھٹا سبق مفرد و مرکب..... ۱۵	پانچواں سبق عکس مستوی کی بحث..... ۳۷
ساتواں سبق کلی و جزئی کی بحث..... ۱۶	فہرست اصطلاحات منطقہ مذکورہ..... ۳۸
آٹھواں سبق حقیقت و ماہیت شے کی بحث... ۱۷	چھٹا سبق ججہ کی قسمیں..... ۳۹
نواں سبق ذاتی اور عرضی کی قسمیں..... ۱۸	ساتواں سبق قیاس کی قسمیں..... ۴۱
دسواں سبق اصطلاح ”ماہو“ کا بیان..... ۲۰	آٹھواں سبق استقراء اور تمثیل کا بیان..... ۴۴
گیارھواں سبق جنس اور فصل کی قسمیں..... ۲۱	نواں سبق دلیل لہجی اور دلیل انی..... ۴۶
بارھواں سبق دو کلیوں میں نسبت کا بیان..... ۲۳	دسواں سبق مادہ قیاس کا بیان..... ۴۷
تیرھواں سبق معارف اور قول شارح کا بیان .. ۲۴	فہرست سابقہ اصطلاحات واجب الحفظ..... ۵۱

کلمات بابرکات بطور تقریظ و تصدیق از حضرت مولانا صدیق احمد انہوی رحمۃ اللہ علیہ؛

مفتی ریاست مالیر کوٹلہ و سرپرست تعلیم درجات ابتدائیہ، مدرسہ عالیہ عربیہ، دیوبند

و مدرسہ عالیہ عربیہ مظاہر علوم، سہارنپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الابعد: واضح ہو کہ حضرت مولانا عبداللہ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مدرس عربی مدرسہ اسلامیہ کاندھلہ ضلع مظفرنگر نے رسالہ مسمیٰ تیسیر المنطق احقر کے پاس بھیجا، احقر نے بغور اس کو شروع سے اخیر تک دیکھا۔ تحریر کی مناسبت سے حضرت مولانا نے اس میں بعض مناسب اصلاحات بھی کی ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ منطق ایک مشکل علم ہے خصوصاً طلبہ کو ابتدا میں بہت سے مسائل منطقہ سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے بلکہ احقر کا خیال ہے کہ شروع کے چند رسائل میں طلبہ سمجھتے ہی نہیں یا کم سمجھتے ہیں۔ اب سے تیس چالیس سال پہلے طلبہ میں فارسی کی استعداد عمدہ ہوتی تھی اور فارسی پڑھے ہوئے طلبہ مدارس عربی میں آتے تھے، وہ توجہ استعداد فارسی کچھ سمجھ جاتے تھے۔ اب سالہا سال سے طلبہ عربیہ ایسے آتے ہیں جن میں فارسی کی استعداد نہیں ہوتی۔

پس حضرت مولانا موصوف نے اس زمانہ کے طلبہ پر نہایت احسان فرمایا جو اردو کی سلیس عبارت میں مسائل منطقہ کو واضح کر دیا کہ غیر فارسی داں بھی اس کے ذریعہ سے مسائل منطقہ سمجھ سکتے ہیں۔ واقعی یہ کتاب ”تیسیر المنطق“ بہت ہی مفید و واضح آسان عبارت میں تصنیف فرمائی ہے۔ جزاہ اللہ عنہا۔

امید ہے کہ عموماً مبتدی طلبہ اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور مدرسین مدارس عربیہ طلبہ کو اس کے مسائل محفوظ فرمانے کی طرف متوجہ فرمائیں گے۔ اگر یہ رسالہ مدارس عربیہ کے نصاب میں داخل ہو جائے تو احقر کے خیال میں بہت مفید ہوگا۔ اور اگر داخل نصاب نہ فرمایا جائے تو جب ابتدائی رسائل منطق پڑھائے جائیں انکے مضامین مشککہ کو اس کے مطابق سمجھا کر یاد کرا دیا جائے تو موجب سہولت ہوگا۔

حررہ: صدیق احمد

۲ ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد و الصلوٰۃ عرض ہے کہ اس زمانے میں عموماً طلبہ کی استعدادیں بہت کم ہو گئی ہیں، خصوصاً جو مضامین فہم سے تعلق رکھتے ہیں ان کو کماحقہ نہیں سمجھتے اور یہ حالت ابتدائی درجوں سے انتہائی سلسلہ تک ہے۔ اس میں تو شک نہیں ہے کہ اس کا سبب ضعف فہم و استعداد ہے لیکن اگر ابتدائی کتب صرف ونحو و منطق خوب سمجھا کر یاد کرا دی جائیں تو اس ضعف کا بہت کچھ مداوا ہو جاتا ہے۔

ابتدائی علوم میں صرف ونحو سے تو طلبہ کو کچھ مناسبت ہوتی بھی ہے اور اس کو سمجھ جاتے ہیں لیکن منطق ایک ایسا علم ہے جس کا تعلق صرف ذہن اور فہم سے ہے۔ اس لئے بہت کم اس سے مناسبت ہوتی ہے اور نو آموز طلبہ کچھ نہیں سمجھتے، کچھ استعداد کی کمی وہ بھی مشکل اصطلاحات میں ابھی ہوئی مزید نیا اور اس پر یہ اشکال کہ رسائل منطق سب غیر زبان کے، کہ فارسی میں ہیں یا عربی میں، اب بچوں کا فہم متاثر ہوتا ہے کہ زبان کا اشکال رفع کرے اور مبتدا و خبر و فاعل کو سمجھے یا مضامین کو محفوظ کرے۔

اس وجہ سے ضروری مسائل منطق اردو میں لکھے گئے اور ان کو رسالہ کی صورت میں لا کر ”تیسیر المنطق“ کے نام سے موسوم کیا گیا، اور چند ابتدائی طلبہ کو خود اس احقر نے پڑھایا تو نہایت مفید و نافع پایا کہ رسائل منطق فارسی و عربی کے اس کے ذریعہ سے بالکل سہل ہو گئے۔ لیکن بوجہ کم استعدادی و بے بضاعتی کے اس پر اعتبار نہ ہوا کہ جو کچھ لکھا گیا ہے صحیح ہو۔ اس لئے اس رسالہ کو تصحیح کے لئے مولانا صدیق احمد صاحب<sup>۱</sup> مفتی ریاست مالیر کوئلہ کی خدمت میں بھیجا۔ مولانا مدوح نے اس ناچیز کی تحریر کو

۱۔ مولانا قصبہ امیٹھ ضلع بہار پنپور کے متوطن تھے، مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رتبہ علیہ کے خلیفہ اور مجاز بیعت تھے بڑی بڑی خصوصیتوں والے بزرگ تھے، درجہ ابتدائی کی تعلیم سے خاص تعلق اور مہارت تامہ تھی، مدرسہ عالیہ دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ عالیہ مظاہر علوم بہار پنپور کے درجہ ابتدائی کے سرپرست تھے۔

پسند فرمایا اور احقر کی عزت افزائی فرمائی اور جا بجا اس میں اصلاح و ترمیم فرما کر آخر میں تصدیق و تقریظ کے طور پر چند کلمات بھی تحریر فرمائے، جو تمبر کا اس رسالہ میں نقل کئے گئے ہیں۔

امید ہے کہ حضراتِ مدرسینِ مدارس عربیہ اس کو قبول فرما کر طلبہ کو اس کی طرف متوجہ فرمائیں گے اور جو کچھ غلطی و سہو اس میں پائیں تو احقر کو مطلع فرمائیں تاکہ اشاعتِ ثانی کے وقت اس کو درست کر دیا جائے۔

احقر

محمد عبداللہ گنگوہی

مدرس مدرسہ عربیہ کاندھلہ، مظفرنگر ۱۳۳۶ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ  
رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّم بِالْخَیْرِ

## سبق اول

### علم کی تعریف اور اسکی قسمیں

علم<sup>۱</sup>: کسی شے کی صورت کا تمہارے ذہن میں آنا، جیسے: ”زید“ کسی نے بولا اور تمہارے ذہن میں اس کی صورت آئی، یہ زید کا علم ہے۔

علم کی دو قسمیں ہیں: تصور، تصدیق۔

تصدیق<sup>۲</sup>: یہ علم اس بات کا ہے کہ فلاں شے<sup>۳</sup> ہے۔ جیسے کہ تم کو اس بات کا علم ہو کہ زید عمرو کے والد<sup>۴</sup> ہیں۔

۱۔ جیسے آئینہ کے سامنے جب کوئی چیز آتی ہے تو اس چیز کی صورت نقش ہو جاتی ہے، اسی طرح ہمارے ذہن میں بھی ہر چیز کی ایک صورت نقش ہو جاتی ہے۔ مگر آئینہ میں تو دکھائی دینے والی چیزوں ہی کی صورت آتی ہے اور ذہن میں دکھائی جانے والی، چھوٹی جانے والی، جھٹی جانے والی، سناٹی دینے والی، سوگھٹی جانے والی اور کبھی جانے والی چیزوں اور باتوں کی صورت اور کیفیت بھی آ جاتی ہے، یہی ہر چیز کا علم ہے۔ دیکھو: ہم ایک شخص کو دیکھ کر، اسکی آواز سن کر یہ کہتے ہیں کہ زید نہیں عمرو ہے، اسلیے کہ زید کے دیکھنے اور اسکی آواز سننے سے ہمارے ذہن میں جو صورت اور کیفیت آئی ہوئی تھی، وہ ایسی نہیں۔ ایسے ہی ناشاپاتی کو دیکھ کر، کچھ کر، سوگھ کر، چھو کر، ہم کہتے ہیں کہ یہ سب نہیں، اس لئے کہ سب کے دیکھنے، چکھنے، سوگھنے اور چھونے سے جو صورت اور کیفیت ذہن میں آئی ہوئی ہے وہ ایسی نہیں۔ اسی طرح کسی چیز کو میٹھا، کسی کو کھٹا، کسی کو سخت، کسی کو نرم، کسی کو سڑا ہوا، کسی کو خوشبودار وغیرہ وغیرہ، اسلیے کہتے ہیں کہ میٹھے، کٹھے کے چکھنے، سخت اور نرم کے چھونے سے، سڑے اور خوشبودار کے سوگھنے سے جو صورت اور کیفیت ذہن میں آئی ہوتی ہے، وہ ایسی ہے۔ غرض اس سے معلوم ہوا کہ دیکھنے، چھونے، چکھنے، سننے اور سوگھنے سے ذہن میں ایک صورت آ جاتی ہے اسی طرح کسی بات کے سمجھنے سے بھی ایک صورت ذہن میں آتی ہے، یہی سب علم ہے۔ ۲۔ یعنی جملہ خبریہ ہواور یقین ظاہر کرتا ہو۔ ۳۔ یا فلاں شے نہیں ہے۔

۴۔ زید عمرو کے والد نہیں ہیں۔



تصور: وہ علم ہے جس میں اس قسم کا علم نہ ہو۔ جیسے: صرف زید کا علم، یا مثلاً: زید کا غلام۔

### سوالات

ان مثالوں میں غور کرو اور بتاؤ کہ تصور کون ہے اور تصدیق کون؟

- ۱۔ زید کا گھوڑا؟ ۲۔ عمرو کی بیٹی؟ ۳۔ عمرو زید کا غلام؟
- ۴۔ بکر خالد کا بیٹا ہوگا؟ ۵۔ سردپانی؟ ۶۔ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں؟
- ۷۔ جنت حق ہے؟ ۸۔ دوزخ کا عذاب؟ ۹۔ قبر کا عذاب حق ہے؟
- ۱۰۔ مکہ معظمہ؟

### سبق دوم

#### تصور و تصدیق کی قسمیں

تصور کی دو قسمیں ہیں: تصور بدیہی، تصور نظری۔

تصور بدیہی: ایسی شے کا علم ہے کہ اس کی تعریف بتانے کی ضرورت نہ ہو اور بغیر تعریف کے سمجھ میں آجائے۔ جیسے: پانی، آگ، گرمی، سردی، کہ سنتے ہی یہ چیزیں ہماری سمجھ میں آجاتی ہیں جس کی تعریف کی ضرورت نہیں۔

تصور نظری: اس شے کا علم ہے کہ بغیر تعریف کئے وہ ہماری سمجھ میں نہ آئے جیسے: اسم، فعل، حرف، معرب، مبنی، جن، فرشتہ، بھوت، دیو وغیرہ۔

۱۔ ایک ہی چیز کا علم یعنی صورت ہو، جیسے: زید کی صورت یا دو تین چیزوں کی ہو اور ان میں نسبت نہ ہو جیسے: زید، عمرو، بکر خالد وغیرہ کی صورت الگ الگ یا نسبت بھی ہو مگر تاہم نہ ہو جیسے زید کا غلام، اچھی ٹوپی، یا جملہ ہو مگر خبریہ نہ ہو، انشائیہ ہو، جیسے: لے یا نہ لے ہو مگر شک ہو جیسے: آیا ہوگا وغیرہ سب تصور ہے۔ ۲۔ اسم: وہ کلمہ ہے جو بغیر کسی کے ملائے سمجھ میں آسکے اور اس میں کوئی زمانہ نہ پایا جائے۔ فعل: وہ کلمہ ہے جو بغیر کسی کے ملائے سمجھ میں آسکے اور اس میں کوئی زمانہ نہ پایا جائے۔ حرف: وہ کلمہ ہے جو بغیر کسی کے ملائے سمجھ میں نہ آئے۔ معرب: وہ جس کا آخر عامل کے آنے سے بدلے۔ مبنی: وہ جس کا آخر عامل سے نہ بدلے۔ فرشتہ: وہ نور کا جسم ہے جو کئی شکلوں میں آسکے۔ (شرعی تعریف ص ۹ حاشیہ میں ہے)۔ جن: وہ آگ کا جسم جو کئی شکلوں میں آسکے۔ بھوت: وہ ڈراؤنی شکل جو اندھیرے میں دکھائی دے۔ دیو: وہ جن جو بہت لمبا چوڑا ہو۔ یہ انکی تعریفیں ہیں۔

تصدیق کی بھی اسی طرح دو قسمیں ہیں: تصدیق بدیہی، تصدیق نظری۔  
 تصدیق بدیہی: وہ تصدیق ہے جس کیلئے دلیل بتانے کی ضرورت نہ ہو۔ جیسے: دو چار کا آدھا اور  
 ایک چار کا چوتھائی ہے۔  
 تصدیق نظری: وہ تصدیق ہے جس کیلئے دلیل بتانے کی ضرورت ہو۔ جیسے: پریاں<sup>۱</sup> موجود ہیں۔  
 عالم<sup>۲</sup> بنانے والا اور تصرف<sup>۳</sup> کرنے والا ایک ذات پاک ہے۔

### سوالات

درج ذیل مثالوں میں بتاؤ کہ تصور و تصدیق کس قسم کا ہے؟

- ۱۔ پل صراط؟<sup>۴</sup>                      ۲۔ جنت؟                      ۳۔ قبر کا عذاب؟
- ۴۔ چاند؟                      ۵۔ آسمان؟                      ۶۔ دوزخ موجود ہے؟
- ۷۔ ترازو اعمال کا؟                      ۸۔ جنت کے خزانے؟                      ۹۔ عمر و کامیٹا کھڑا ہے؟
- ۱۰۔ کوثر جنت کا حوض ہے؟                      ۱۱۔ آفتاب روشن ہے؟

### سبق سوم

#### نظرو فکر و منطق کی تعریف اور منطق کی غرض<sup>۵</sup> و موضوع<sup>۶</sup>

دو یا زیادہ تصور کو آپس میں ملا کر کسی نامعلوم تصور کو حاصل کرتے ہیں۔ جیسے: <sup>۷</sup> مثلاً ہم کو

- ۱۔ اسکی دلیل یوں کہو کہ پری جن ہے اور جن موجود ہے تو پری موجود ہے۔                      ۲۔ کیونکہ دو تین ہوتے تو رائے کے خلاف سے فساد ہوتا اور فساد نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ دو تین نہیں ایک ہے۔                      ۳۔ رد و بدل۔
- ۴۔ دوزخ کے اوپر جنت میں جانے کیلئے ٹل۔                      ۵۔ جس کی وجہ سے بحث کی جائے۔

۶۔ جس کے حالات سے بحث کی جائے۔                      ۷۔ اس سے آسان یوں سمجھو کہ: ایک شخص نو مسلم نے فرشتہ کا نام سنا، وہ یہ نہیں جانتا کہ فرشتہ کیا چیز ہے؟ اس نے تم سے پوچھا، اب تم اس کو کیسے بتاؤ گے؟ سو تم کو معلوم ہوا کہ وہ جسم کے معنی جانتا ہے اور زندہ کے معنی بھی جانتا ہے اور نورانی کے معنی بھی جانتا ہے اور لطیف کے معنی بھی جانتا ہے (بقیہ صفحہ ۱۰)۔

حیوان<sup>۱</sup> کا علم ہے اور ناطق<sup>۲</sup> کا، دونوں کو ملایا تو حیوان ناطق ہوا۔ ان دو تصوروں سے ہم کو انسان نامعلوم کا علم<sup>۳</sup> ہو گیا اور ان دو تصوروں معلوم کو جن سے نامعلوم تصور کا علم ہوا ہے تعریف اور معرّف کہتے ہیں۔ اسی طرح دو تصدیق یا زیادہ کو ملا کر کسی نامعلوم تصدیق کو معلوم کرتے ہیں۔ جیسے:<sup>۴</sup> ہم کو یہ بات معلوم ہے کہ انسان جاندار ہے اور یہ بھی علم ہے کہ ہر جاندار جسم والا ہے۔ ان دونوں باتوں کو ہم نے ملایا تو ہم کو اس بات کا علم ہوا کہ انسان جسم والا ہے اور ان دو تصدیق معلوم کو جن سے نامعلوم تصدیق حاصل کرتے ہیں، دلیل اور حجت کہتے ہیں۔<sup>۵</sup> اس طرح دو علموں یا زیادہ کو ملا کر کسی شے نامعلوم کے معلوم کرنے<sup>۶</sup> کو فکر اور نظر کہتے ہیں۔ کبھی اس ملانے اور ترتیب میں غلطی بھی ہو جاتی ہے۔ ایسی غلطی کی اصلاح جس علم سے ہو، وہ منطق ہے۔ پس منطق: وہ علم ہے جس سے کسی شے کی تعریف<sup>۷</sup> اور دلیل بنانے میں خطا ہونے سے حفاظت ہو اور غرض: اس علم کی فکر اور غور<sup>۸</sup> کا صحیح ہونا ہوا۔ اسکے بعد یہ سمجھو کہ جس شے کے حالات سے کسی علم میں بحث ہو، وہ شے اس علم کا موضوع ہے۔ منطق کا موضوع: وہ تعریفات<sup>۹</sup> اور دلیلیں ہیں، جن سے نہ جانے<sup>۱۰</sup> ہوئے تصورات نہ جانی ہوئی تصدیق کا علم حاصل ہو۔

(بیت حاشیہ: ۹) اور فرما ہر داری اور نافرمانی کے بھی معنی جانتا ہے، پس تم نے ان سب کو اس طرح ملایا کہ فرشتہ ایک ایسا جسم ہے جو زندگی رکھتا ہے اور لطیف و نورانی ہے اور اللہ تعالیٰ کی کبھی نافرمانی نہیں کرتا۔ پس ان تصورات معلومہ کے ذریعہ سے ایک نامعلوم تصور یعنی فرشتہ کا مفہوم اس کو معلوم ہو گیا۔ (حاشیہ: ۱۰) جاندار۔ ۲ عقل والا۔

۳ کیونکہ انسان جاندار ہے اور عقل والا ہی ہے۔ ۴ اس سے آسان یوں سمجھو کہ ایک شخص نو مسلم کو تم نے مسئلہ بتایا کہ سود لینا گناہ ہے اور وہ یہ بات نہیں جانتا، اس لئے وہ تم سے پوچھتا ہے کہ کیسے معلوم ہوا کہ سود لینا گناہ ہے؟ تم نے اس کو دو باتیں سمجھائیں۔ ایک بات یہ کہ اللہ تعالیٰ جس فعل کو بُرا کہے وہ گناہ ہے۔ دوسری بات یہ کہ دیکھو: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سود لینے کو بُرا کہا ہے۔ پس ان دونوں تصدیق کے ملانے سے وہ تصدیق جو معلوم نہ تھی، اس کو معلوم ہو گئی کہ سود لینا گناہ ہے۔

۵ جس طرح حیوان اور ناطق کو اور ”انسان جاندار ہے“ اور ”ہر جاندار جسم ہے“ کو ملایا ہے اس طرح کہ ایک پہلے ہو ایک بعد میں اور مجموعہ واحد ہو جائے۔ ۶ ۱۔ هذا مذهب القداماء والمحققين من بعدهم وقال المتأخرون هو الترتيب.

۷ یعنی جانے ہوئے تصوروں اور تصدیقوں کو قاعدہ کے موافق ملانے میں۔ ۸ نظر یعنی جانے ہوؤں کا ملانا۔

۹ جانے ہوئے تصورات و تصدیقات۔ ۱۰ یعنی وضع کرنے سے اور وضع کی تعریف آگے ہے۔

## سوالات

- ۱۔ نظر اور فکر کی تعریف کرو؟ ۲۔ منطق کی تعریف کرو؟ ۳۔ منطق کی غرض کیا ہے؟  
۴۔ موضوع کسے کہتے ہیں؟ ۵۔ منطق کا موضوع کیا ہے؟

## سبق چہارم

دلالت<sup>۱</sup> و وضع اور دلالت کی قسمیں

دلالت: کسی شے کا خود بخود<sup>۲</sup> قدرتی طور سے یا کسی کے مقرر<sup>۳</sup> کرنے سے ایسا ہونا کہ اسکے جاننے سے دوسری چیز نامعلوم کا علم ہو جائے۔ پہلی شے کو جس سے علم ہوا ہے، دال اور دوسری چیز کو جس کا علم ہوا، مدلول کہتے ہیں۔ جیسے: دھوئیں کو جب ہم دیکھیں: تو اس سے آگ کا علم ہم کو ضرور ہوگا۔ پس دھواں دال اور آگ مدلول اور دھوئیں کا اس طور پر ہونا کہ اس کے علم سے آگ کا علم ہوتا ہے دلالت ہے۔

وضع: ایک شے کا دوسری شے کے ساتھ خاص کر دینا یا دوسری شے کیلئے مقرر کر دینا کہ پہلی شے کے علم سے دوسری شے کا علم ہو جائے۔ شے اول<sup>۴</sup> کو موضوع اور دوسری شے کو جس کا علم<sup>۵</sup> ہوا ہے، موضوع کہتے ہیں۔ جیسے: لفظ چاقو کو مجموعہ دستہ اور پھل<sup>۶</sup> کیلئے مقرر کر دیا گیا کہ جب لفظ

۱۔ تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ ذہن میں ہر چیز کی صورت آجاتی ہے، جسے علم کہتے ہیں۔ پھر اگر وہ صورت جملہ خبریہ یقینی کی صورت ہو تو تقدیق ہوگا، در نہ تصور حقیقی۔ اب ان صورتوں کو ہم کو سمجھنے کیلئے لفظوں، اشاروں اور علامتوں وغیرہ کی ضرورت ہے، پھر ان چیزوں کا ایسا ہونا کہ ان کے جاننے سے وہ صورتیں معلوم ہو جائیں یہ دلالت ہے۔ ۲۔ جیسے آواز سننے سے بولنے والے کا علم ہوتا ہے اور مقرر کرنے سے، مثلاً نام سے نام والے کا علم۔ ۳۔ یعنی اصطلاح ٹھہرا لینے سے۔

۴۔ یعنی جس کسی کو خاص یا مقرر کیا ہے۔ ۵۔ یعنی جس کیلئے خاص یا مقرر کیا ہے۔

۶۔ چاقو کا اگلا حصہ جس سے کاٹا جاتا ہے۔ ۷۔ یعنی اہل لغت نے مقرر کر دیا۔

چاقو ہمارے کان میں پڑتا ہے<sup>۱</sup> تو فوراً دستہ اور اس کا پھل ہی ہماری سمجھ میں آتا ہے اور دوسری چیز نہیں آتی۔ چاقو موضوع ہے اور وہ دستہ<sup>۲</sup> وغیرہ موضوع لہ ہے اور اس طرح مقرر کر دینا اور خاص کرنا وضع ہے۔

دلالت کی دو قسمیں ہیں: دلالت لفظیہ، دلالت غیر لفظیہ۔

دلالت لفظیہ: وہ دلالت<sup>۳</sup> ہے جس میں دال کوئی لفظ ہو۔ جیسے: زید<sup>۴</sup> کی دلالت اسکی ذات پر۔

دلالت غیر لفظیہ: وہ دلالت ہے کہ جس میں دال لفظ نہ ہو۔ جیسے: دھوئیں کی دلالت آگ پر۔

دلالت لفظیہ کی تین قسمیں ہیں: لفظیہ وضعیہ، لفظیہ طبعیہ، لفظیہ عقلیہ۔

دلالت لفظیہ وضعیہ: وہ دلالت ہے کہ دال اس میں لفظ ہو اور دلالت وضع<sup>۵</sup> کی وجہ سے ہو۔ جیسے

لفظ زید کی دلالت زید کی ذات پر، اگر لفظ زید ذات کیلئے موضوع نہ ہوتا، تو دلالت نہ ہوتی۔

دلالت لفظیہ طبعیہ: وہ دلالت ہے کہ دال اس میں لفظ ہو اور دلالت بوجہ طبیعت<sup>۶</sup> کے اقتضا

کے ہو۔ جیسے: آہ آہ کی دلالت کسی رنج و صدمہ پر کہ تمہاری طبیعت رنج و صدمہ کے وقت اس لفظ

کے بولنے پر مقتضی<sup>۷</sup> ہے۔

دلالت لفظیہ عقلیہ: وہ دلالت ہے کہ دال اس میں لفظ ہو اور دلالت بوجہ عقل<sup>۸</sup> کے اقتضا ہو۔

۱ یعنی جبکہ اس لغت کو ہم جانتے ہیں۔ ۲ یعنی پھل۔ ۳ دلالت کی تعریف کو ذہن میں رکھ کر تعریف کو سمجھو:

یعنی کسی چیز کا ایسا ہونا کہ اس سے دوسری چیز سمجھی جائے اور پہلی چیز لفظ ہو تو دلالت لفظیہ ہے اور ایسے ہی سب دالوں کی

تعریف کہو۔ ۴ یعنی لفظ زید کی۔ ۵ یعنی لفظ سے اس کا مدلول اس وجہ سے سمجھ میں آتا ہو کہ مقرر کر دینا

نے اس لفظ کو اس کے لئے مقرر کر لیا ہے، جیسے یہ نام رکھ لیا۔ ۶ یعنی طبیعت یہ چاہتی ہے کہ جب اس میں یہ مدلول

پایا جائے تو زبان پر یہ دال لفظ آجائیں کہ جب رنج ہو تو زبان پر آہ آہ آئے پھر آہ آہ رنج پر دلالت کرے گا۔

۷ تو جو شخص یہ لفظ ہم سے سنے گا یہ کہے گا کہ ہم کو کچھ رنج ہے۔ ۸ یعنی صرف عقل اس کو چاہے۔ اس طرح کہ یہ کسی

اور چیز کا اثر ہو۔ جیسے: آواز بولنے والے کا اثر ہے۔

جیسے: دلالت لفظ دیز<sup>۱</sup> کی جو دیوار کے پیچھے سے سنا جائے بولنے<sup>۲</sup> والے کے وجود پر۔  
 اسی طرح دلالت غیر لفظیہ کی بھی تین قسمیں ہیں: غیر لفظیہ وضعیہ، غیر لفظیہ طبعیہ، غیر لفظیہ عقلیہ۔  
 دلالت غیر لفظیہ وضعیہ: وہ دلالت ہے کہ دال اس میں لفظ نہ ہو اور دلالت بوجہ وضع کے ہو۔  
 جیسے: لکھے ہوئے حروف<sup>۳</sup> کی دلالت حروف پر، جیسے: مثلاً ”زید“، یہ نقوش<sup>۴</sup> لفظ زید پر دلالت کرتے ہیں۔

دلالت غیر لفظیہ طبعیہ: وہ دلالت ہے کہ دال لفظ نہ ہو اور دلالت بوجہ طبیعت کے اقتضا کے ہو۔  
 جیسے: گھوڑے کا نہننا دلالت کرتا ہے گھاس دانہ کی طلب پر۔  
 دلالت غیر لفظیہ عقلیہ: وہ دلالت ہے کہ دال لفظ نہ ہو اور دلالت بوجہ عقل کے ہو۔  
 جیسے: دھوئیں کی دلالت آگ پر۔ یہ کل چھ قسمیں دلالت کی ہوں گی۔ ان کو خوب یاد کر لو۔

### سوالات

۱۔ دلالت کی تعریف کرو؟ ۲۔ وضع کی تعریف کرو؟ ۳۔ دلالت لفظیہ و غیر لفظیہ کی تعریف اور ان دونوں کی قسمیں بیان کرو؟

امثلہ<sup>۵</sup> ذیل میں غور کر کے بتاؤ کہ کونسی دلالت ہے؟ اور یہ بھی بتاؤ کہ دال کون ہے، اور مدلول کون ہے؟

- ۱۔ سر کا ہلانا، ہاں یا نہیں؟ ۲۔ سرخ جھنڈی، ریل کا ٹھہرانا؟
- ۳۔ تار کے کھٹکے کی آواز، تار کا مضمون؟ ۴۔ لفظ قلم، تختی، مدرسہ، زید، انسان؟
- ۵۔ دھوپ؟ ۶۔ آہ، اوہ، اوہ؟

۱۔ ایک بے معنی لفظ ہے۔ ۲۔ یعنی کان سے سننے والا اپنی عقل سے معلوم کر لیتا ہے کہ کوئی بولنے والا ضرور ہے۔  
 ۳۔ یعنی حروف کے نقش جو کاغذ پر بنے ہوئے ہیں اور حروف وہ ہیں جو زبان سے نکلتے ہیں تو ان نقشوں سے لفظ سمجھ گئے۔  
 ۴۔ جسے زبان سے کہتے ہیں۔ ۵۔ یہ سب دال ہیں انکے مدلول بھی تم ہی بتاؤ۔  
 ۶۔ ۳، ۲، ۱ میں پہلا کلمہ دال ہے اور دوسرا جو نشان کے بعد ہے مدلول ہے۔

## سبق پنجم

دلالت لفظیہ<sup>۱</sup> وضعیہ کی قسمیں

دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین قسمیں ہیں: دلالت مطابقتہ، دلالت تضمن، دلالت التزام۔

دلالت مطابقتہ: وہ دلالت لفظیہ ہے کہ لفظ اپنے پورے موضوع لہ پر دلالت کرتے کرے۔ جیسے: انسان کی دلالت مجموعہ حیوان ناطق پر۔

دلالت تضمن: یہ ہے کہ لفظ اپنے موضوع لہ کے جزو پر دلالت کرتے کرے۔ جیسے: انسان کی دلالت حیوان پر یا ناطق پر۔

دلالت التزام: یہ ہے کہ لفظ اپنے موضوع لہ کے لازم<sup>۲</sup> پر دلالت کرتے کرے۔ جیسے: انسان کی دلالت قابلیت علم پر۔

۱ چونکہ اور دلاتوں سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچتا اور لفظیہ وضعیہ سے فائدہ سب سے زیادہ ہوتا ہے اس لئے اسی کو بیان کیا گیا ہے۔ ۲ اس میں قدرے شرح کی ضرورت ہے، وہ یہ کہ انسان کے پورے معنی ٹھہرائے گئے ہیں کہ ایک جاندار عقل رکھنے والا، حیوان ناطق کا یہی مطلب ہے۔ اور یہ بھی ظاہر بات ہے کہ اس پورے معنی کے دو جزو ہیں یعنی حیوان اور ناطق۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جب کسی مجموعہ کا علم ہوتا ہے، اس کے اجزاء کا بھی علم ہوتا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جب کسی انسان کو انسان کے ناطق یعنی عاقل ہونے کا علم ہوگا، وہ ضرور یہ بھی سمجھے گا کہ جن علوم کے حاصل کرنے کیلئے عقل کافی ہے، انسان ان علوم کے حاصل کرینیکی ضرور قابلیت رکھتا ہے۔ پس قابلیت علوم خاصہ کی مفہوم انسان کے لوازم میں سے ہوئی۔ اور یہ بھی ضروری بات ہے کہ جب کسی شے کا علم ہوتا ہے تو اس کے لازم کا بھی ضرور ہوتا ہے اب سمجھو کہ لفظ انسان موضوع ہو اور حیوان ناطق کا مجموعہ اس کا موضوع لہ، حیوان اور ناطق اس کے جزو ہوئے اور قابلیت علوم اس موضوع لہ کا لازم ہو۔ پس جس وقت لفظ انسان بول کر حیوان ناطق مراد لیا جاتا ہے اس کی دلالت مجموعہ حیوان ناطق پر بھی ہوئی اور صرف ناطق اور قابل علوم خاصہ پر بھی ہوئی۔ مگر اتنا فرق ہے کہ مجموعہ حیوان ناطق پر قصد<sup>۳</sup> ہوئی اور صرف حیوان اور صرف ناطق اور قابل علوم خاصہ پر بلا قصد ہوئی۔ سو اس مجموعہ پر قصد دلالت مطابقت ہے اور ایک ایک جزو پر بلا قصد دلالت تضمن ہے اور لازم پر بلا قصد التزام ہے۔ استاد سے خوب سمجھ لینا چاہیے۔ ۳ یعنی اس سے پورا موضوع لہ سمجھا جائے اور پورا ہی سمجھنا مقصود ہو۔

۴ یعنی جزو سمجھا جائے، مگر مقصود ہو پورا، اور جزو اس واسطے بلا قصد سمجھا جاتا ہو کہ پورا سمجھنا بدون جزو کے نہیں ہو سکتا۔

۵ یعنی لازم بھی سمجھا جاتا ہو بلا قصد کے اور مقصود موضوع لہ ہی ہو۔ مثال صفحہ ۱۲ کے حاشیہ ۶ میں سمجھ لیں۔

## سوالات

اشیاء ذیل میں دال اور مدلول لکھے جاتے ہیں۔ ان میں دلالت کی قسمیں بتاؤ؟

۱۔ ناپینا، آنکھ؟ ۲۔ لنگڑا، ٹانگ؟ ۳۔ درخت، شاخیں؟ ۴۔ نکلا، ناک؟

۵۔ ہدایہ، کتاب الصوم؟ ۶۔ ہدایہ النگو، مقصد اول؟ ۷۔ چاقو، اس کا دستہ؟

## سبق ششم

## مفرد و مرکب

مفرد: وہ لفظ ہے کہ اس کے جزر سے اس کے معنی کے جزر پر دلالت کا قصد نہ ہو۔ جیسے: لفظ زید کہ اس کے جزر سے، مثلاً ”ز“ سے اس کے معنی کے جزر پر دلالت کا ارادہ نہیں بلکہ دلالت ہی نہیں۔

مفرد کی چار قسمیں ہیں: اول: اس لفظ کا جزر نہ ہو۔ جیسے: لفظ ”کہ“ اردو<sup>۱</sup> میں۔ دوم: لفظ کا جزر ہو

مگر وہ معنی دار نہ ہو۔ جیسے: انسان کے ”الف“ و ”نون“ و ”س“ کے کچھ معنی نہیں۔ سوم: لفظ کا جزر ہو

اور معنی دار بھی ہو لیکن جو معنی تم کو مقصود ہیں ان پر دلالت نہ کرتا ہو۔ جیسے: لفظ عبد اللہ کسی کا نام ہو تو عبد اللہ اور اللہ اس کے معنی دار جزر ہیں لیکن جس شخص کا یہ نام ہے اس کے جزر پر دلالت نہیں کرتے۔

چہارم: لفظ کے جزر معنی دار ہوں اور جو معنی تم کو مقصود ہیں اس کے اجزا پر بھی دلالت کریں لیکن اس

دلالت کا تم نے ارادہ نہیں کیا۔ جیسے: حیوان<sup>۲</sup> ناطق کسی شخص کا نام رکھ دیں تو معنی مقصود کے اجزا پر

اس کے جزر دلالت کرتے ہیں مگر نام رکھنے کی حالت میں تم کو یہ دلالت مراد نہیں۔

۱۔ ان مثالوں میں پہلا کلمہ دال اور دوسرا مدلول ہے۔ ۲۔ اس میں جو ”ہا“ ہے وہ حرف کسرہ ظاہر کرنے کیلئے ہے اور

اصل لفظ ”ک“ ہی ہے۔ ۳۔ بندہ اور اللہ یعنی وہ ذات جو تمام کمال کی صفوں کی جامع ہے۔

۴۔ کیونکہ جس آدمی کا نام ہے وہ حیوان ناطق ہی ہے مگر خاص خاص حالتوں کیساتھ ہے تو موضوع لہ بھی حیوان ناطق مع

خاص حالتوں کے ہوا، اور موضوع بھی حیوان ناطق ہے تو حیوان کی حیوان پر اور ناطق کی ناطق پر دلالت ہوئی، مگر نام میں

یہ مراد نہیں ہوا کرتی۔



مرتب: وہ لفظ ہے کہ اسکے جزر سے معنی کے جزر پر دلالت کا ارادہ کیا جائے۔ جیسے: زید کھڑا ہے کہ یہ ایسا لفظ<sup>۱</sup> ہے اسکے جزر سے معنی کے جزر پر دلالت کا ارادہ کیا گیا۔

### سوالات

ان مثالوں میں بتاؤ کہ کونسا لفظ مفرد ہے کونسا مرکب؟

احمد؟ مظفر نگر؟ اسلام آباد؟ عبدالرحمن؟ ظہر کی نماز؟  
رمضان کا روزہ؟ ماہِ رمضان؟ جامع مسجد؟ دہلی کی جامع مسجد اللہ کا گھر ہے؟<sup>۲</sup>

### سبق ہفتم

### کلی و جزئی کی بحث

مفہوم (یعنی جو شے ذہن میں آتی ہے) کی دو قسمیں ہیں: کلی، جزئی۔

کلی: وہ مفہوم ہے کہ اس میں شرکت ہو سکے۔ یعنی کئی چیزوں پر صادق آئے۔<sup>۱</sup> جیسے: آدمی کہ زید، عمرو، بکر وغیرہ۔ ان سب کو آدمی کہنا صحیح ہے، کلی جن چیزوں پر بولی جاتی ہے وہ اس کے جزئیات و افراد کہلاتے ہیں۔ جیسے: آدمی کے افراد و جزئیات زید، عمرو، بکر وغیرہ ہیں اور حیوان کے جزئیات انسان، بکری، بیل وغیرہ ہیں۔

جزئی: وہ مفہوم ہے کہ اس میں شرکت نہ ہو سکے،<sup>۲</sup> یعنی ایک شے معین پر صادق آئے۔ جیسے: زید کہ ایک خاص شخص کا نام ہے۔

۱۔ کیونکہ اس عبارت کے کئی جزر ہیں اور اس عبارت کے معنی کے بھی کئی جزر ہیں اور عبارت کے ایک ایک جزر سے معنی کے ایک ایک جزر پر دلالت کرنا مقصود بھی ہے۔ ۲۔ انکے موضوع نہ بھی بتاؤ؟

۳۔ یعنی صادق آنے کا احتمال ہو، چاہے صادق آئے چاہے نہ آئے۔ جیسے: سونے کا پہاڑ ایک کلی ہے کہ کئی پر صادق آسکتا ہے مگر چونکہ اس کا وجود نہیں اس لئے صادق کسی پر نہیں آتا۔

۴۔ یعنی کئی چیزوں پر بولے جانے کا احتمال ہی نہ ہو۔ جیسے: زید اور یہ گھوڑا وغیرہ۔

## سوالات

مندرجہ ذیل اشیاء میں غور کر کے بتاؤ کہ کون کئی ہے اور کون جزئی؟  
گھوڑا؟ بکری؟ میری بکری؟ زید کا غلام؟ سورج؟ سورج؟ آسمان؟ یہ آسمان؟  
سفید چادر؟ سیاہ کرتا؟ ستارہ؟ دیوار؟ یہ مسجد؟ یہ پانی؟ میرا قلم؟

## سبق ہشتم

## حقیقت و ماہیت شے کی بحث اور کلی کی قسمیں

حقیقت یا ماہیت: کسی شے کی وہ چیزیں ہیں جن سے وہ شے مل کر بنے، اگر ان میں سے ایک چیز نہ ہو تو وہ شے موجود نہ ہو۔ جیسے: مثلاً انسان ہے اسکی حقیقت حیوان ناطق ہے اور جو چیزیں حقیقت کے سوا ہیں وہ عوارض کہلاتے ہیں۔ جیسے: انسانوں میں کالا، گورا، عالم یا جاہل ہونا عوارض ہیں کہ ان پر انسان کا وجود متوقف نہیں۔

کلی کی دو قسمیں ہیں: کلی ذاتی، کلی عرضی۔

کلی ذاتی: وہ کلی ہے کہ جو اپنی جزئیات کی پوری حقیقت ہو یا پوری حقیقت نہ ہو، لیکن اس کا

۱۔ ایک ضروری بات یہ سمجھو کہ کلی کبھی اہم اشارہ لانے سے، کبھی جزئی کی طرف مضاف کرنے سے، کبھی منادی بنانے سے وغیرہ وغیرہ صورت میں ایک کیلئے خاص ہو جاتی ہے تو اس وقت جزئی بن جاتی ہے۔ ۲۔ بناء علی ترادفها فی بعض

الاختلاف وفي اکثر یفرق بینہما باعتبار الوجود في الحقيقة والمراد بالشيء الذي أضيف إليه الماهية. والحقيقة هو المركب باعتبار المقام والا فالماهية عامة للبسيط والمركب. (ترجمہ صفحہ ۵۱ کے حاشیہ پر)

۳۔ یعنی جن کے آپس میں ملنے سے وہ چیز بن جائے کہ سب مل جائیں تو چیز بن جائے، اور ایک بھی نہ ہو تو نہ بنے۔ جیسے صرف حیوان سے جبکہ اس کے ساتھ ناطق نہ ہو اور ایسے ہی صرف ناطق سے جبکہ اس کے ساتھ حیوان نہ ہو انسان کی حقیقت نہیں بن سکتی یعنی انسان نہیں بن سکتا اور دونوں مل جائیں تو انسان بن جائے۔

۴۔ یعنی ان سے انسان نہیں بنا اگرچہ بغیر ان میں سے کسی ایک بات کے پایا بھی نہ جائے۔

ایک جزر ہو۔ اول کی مثال: جیسے انسان کی اپنی جزئیات، یعنی زید، عمرو و بکری عین حقیقت<sup>۱</sup> ہے اور دوسرے کی مثال حیوان ہے۔ کہ اپنی جزئیات یعنی انسان، بکری، بیل کی حقیقت کا جزر<sup>۲</sup> ہے۔ کلی عرضی: وہ کلی ہے کہ جو اپنی جزئیات کی نہ پوری حقیقت ہو اور نہ حقیقت کا جزر ہو بلکہ حقیقت سے خارج ہو، جیسے: ضاحک انسان کیلئے نہ حقیقت<sup>۳</sup> ہے اور نہ حقیقت کا جزر ہے۔

### سوالات

اشیاء ذیل میں سمجھو کہ کون کلی کس کیلئے ذاتی و عرضی ہے؟  
جسم نامی؟<sup>۴</sup> درخت انار؟ میٹھا انار؟ سرخ انار؟ حیوان؟ فرس؟<sup>۵</sup> قوی گھوڑا؟ کشادہ مسجد؟  
جسم؟ پتھر؟ سخت پتھر؟ لوہا؟ چاقو؟ تیز چاقو؟ تلوار؟ تیز تلوار؟

### سبق نہم

#### ذاتی اور عرضی کی قسمیں

ذاتی کی تین قسمیں ہیں: جنس، نوع، فصل

جنس: وہ کلی ذاتی ہے جو ایسی جزئیات پر بولی جائے کہ ان جزئیات کی حقیقتیں الگ الگ ہوں۔  
جیسے: حیوان کہ اسکی جزئیات انسان<sup>۱</sup> و بقرو غنم کی حقیقت جدا جدا ہے۔

۱۔ کیونکہ زید و عمرو کی حقیقت حیوان ناطق ہے اور یہی بعینہ انسان کے معنی ہیں۔ ۲۔ کیونکہ مثلاً بیل کی حقیقت حیوان ذو خوار اور بکری کی حیوان ذورغا ہے، اور حیوان ان کا جزر ہے۔ ۳۔ کیونکہ پوری حقیقت تو حیوان ناطق ہے اور ضاحک کے معنی اس کے پورے کے معنی ہیں نہ اس کے جزر کے، بلکہ ہنسنے والے ہیں۔ ۴۔ بڑھنے والا جسم۔ ۵۔ گھوڑا، فرس کی حقیقت حیوان صاہل (ہنہانے والا) ہے۔ انسان کی حیوان ناطق اور حیوان کی جسم نامی متحرک بالارادہ ہے اور جسم کی جوہر قابل ابعاد غلاشہ (لمبائی، چوڑائی اور گہرائی قبول کر نیوالا)۔ ۶۔ انسان کی حقیقت حیوان ناطق، بقری یعنی گائے، بیل کی حیوان ذو خوار اور غنم یعنی بکری کی حیوان ذورغا۔

نوع: وہ کلی ذاتی ہے جو ایسی جزئیات پر بولی جائے کہ ان جزئیات کی حقیقت ایک ہو۔  
 جیسے: انسان کہ زید، عمرو، بکر وغیرہ کی نوع ہے اور ان کی حقیقت ایک ہے۔  
 فصل: وہ کلی ذاتی ہے جو ایسی جزئیات پر بولی جائے کہ ان کی حقیقت ایک ہو اور دوسری حقیقتوں سے<sup>۱</sup> اس حقیقت کو جدا کرے۔ جیسے: ناطق انسان کا فصل ہے کہ زید، عمرو و بکر پر بولا جاتا ہے اور ان کی حقیقت یعنی انسان کو دیگر حقائق مثلاً بقرو غنم وغیرہ سے جدا<sup>۲</sup> کرتا ہے۔  
 کلی عرضی کی دو قسمیں ہیں: خاصہ، عرض عام۔

خاصہ: وہ کلی عرضی ہے جو ایک حقیقت کے افراد کے ساتھ خاص ہو۔ جیسے: ضاحک انسان کا خاصہ<sup>۳</sup> ہے اور زید، عمرو، بکر (کہ جن کی حقیقت ایک ہے) کے ساتھ خاص<sup>۴</sup> ہے۔  
 عرض عام: وہ کلی عرضی ہے جو چند مختلف افراد کی حقیقتوں پر صادق آئے۔ جیسے: ماشی (پاؤں سے چلنے والا) انسان و بقرو وغیرہ کا عرض<sup>۵</sup> عام ہے اور انسان کی حقیقت اور ہے اور بقرو کی دوسری ہے۔  
 پس کلی کی خواہ وہ ذاتی ہو یا عرضی پانچ قسمیں ہیں: جنس، نوع، فصل، خاصہ، عرض عام۔

### سوالات

۱۔ مثلہ ذیل میں دو دو شے لکھی ہیں۔ ان میں غور کر کے یہ بتاؤ کہ اول شے دوسری شے کیلئے جنس ہے، یا نوع، یا فصل، یا خاصہ، یا عرض عام؟

۱۔ حیوان، فرس؟ ۲۔ جسم نامی (بوھنے والا جسم)، شجرانار؟ ۳۔ حیوان حساس؟

۱۔ یعنی ان جزئیات و افراد کی حقیقت کو جنس میں شریک حقیقتوں سے جدا کرے۔ ۲۔ کیونکہ زید، عمرو، بکر کی حقیقت انسان ہے، جس کے معنی حیوان ناطق ہیں۔ اگر اس میں ناطق نہ ہو تو صرف حیوان رہ جاتا ہے اور حیوان ہونے میں بقرو غنم وغیرہ سب شریک تھے۔ ناطق نے ان سے انسان کو الگ کر دیا۔ ۳۔ یعنی بمقابلہ فرس، بقرو، غنم وغیرہ پس اس میں جن کے وجود و تحکک کا انکار نہیں۔ ۴۔ اور ان کی حقیقت یعنی حیوان ناطق سے خارج بھی ہے اس لئے عرضی اور خاصہ ہوئی۔ ۵۔ اور ان کی حقیقتوں سے خارج بھی ہے ان کی حقیقتیں جنس کی تعریف کے حاشیہ میں دیکھے صفحہ: ۱۸۔

- ۴۔ فرس صاہل؟<sup>۱</sup> ۵۔ انسان کا تپ؟ ۶۔ انسان قائم؟ ۷۔ جسم مطلق، فرس؟  
۸۔ غنم ماشی؟ ۹۔ حمار، ناہق؟ ۱۰۔ انسان ہندی؟

## سبق دہم

### اصطلاح ”ماہو“ کا بیان

جاننا چاہیے کہ اہل منطق نے یہ اصطلاح مقرر کی ہے اور نیز محاورہ<sup>۱</sup> بھی ہے کہ لفظ ماہو (کیا ہے وہ؟) سے کسی شے کی حقیقت کا سوال کرتے ہیں۔ جیسے: کہیں الإنسان ماہو؟ (انسان کیا ہے؟) تو مطلب اس کا یہ ہے کہ انسان کی حقیقت کیا ہے؟ اگر ”ماہو“ سے سوال ایک شے کو لے کر کیا تو مطلب یہ ہوگا کہ اسکی وہ حقیقت جو اسکے ساتھ مخصوص ہے بیان کرو اور جواب میں حقیقتِ مخصوصہ آئے گی۔ جیسے: کہیں کہ الإنسان ماہو؟ تو جواب اس کا ہے: حیوانِ ناطق، اس لئے کہ یہی اسکی حقیقتِ خاصہ ہے۔ اور اگر دو شے یا زیادہ کو لیکر سوال کریں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حقیقت بتاؤ جو ان سب میں تمام مشترک ہے یعنی وہ مشترک جز<sup>۲</sup> بتاؤ کہ جس قدر اجزا ان چیزوں میں مشترک ہیں، وہ سب اس میں آجائیں، کوئی مشترک اس سے باہر نہ ہو۔ جیسے: یوں پوچھیں الإنسان والبقر والغنم ماہم؟ (انسان اور بیل اور بکری کیا ہیں؟) تو جواب میں حیوان آئے گا جسم نہ آئے گا اس لئے کہ حیوان ہی ان کی پوری حقیقت مشترک ہے اور جسم تمام مشترک نہیں ہے۔ اس لئے کہ حیوان<sup>۳</sup> میں سب مشترک اجزا آگئے اور جسم میں نہیں آئے۔ اور اگر ان کے ساتھ کسی درخت مثلاً درختِ انار کو شامل کر لیں، تو جواب جسم نامی (جسم بڑھنے والا) ہوگا۔ اس لئے کہ اس وقت یہی تمام مشترک ہے اور اگر پتھر بھی ان کے ساتھ ملایا جائے اور سوال یہ کیا جائے کہ الإنسان والبقر

۱۔ نہننانے والا۔ ۲۔ یعنی اکثر۔ ۳۔ اسی جز کو تمام مشترک کہتے ہیں۔ ۴۔ کیونکہ جو جز ان

میں مشترک ہیں وہ جسم، نامی، حساس، متحرک، بالارادہ ہیں، اور حیوان ان سب کے مجموعہ کا نام ہے۔ ۵۔ کیونکہ بعضے اجزا مشترک انسان، بکری و گائے میں یہ بھی ہیں۔ نامی، حساس، متحرک بالارادہ اور یہ جسم میں نہیں آئے۔

و شجرة الرمان والحجر ماہی؟ (انسان، بیل، درخت، انار اور پتھر کیا ہیں؟) تو جواب<sup>۱</sup> جسم ہوگا اس لئے کہ یہی انکی تمام حقیقت مشترکہ ہے۔

### سوالات

اشیاء ذیل جو یکجا یا علیحدہ علیحدہ لکھی گئی ہیں ان کے جواب بتاؤ؟

- ۱۔ فرس و انسان؟ ۲۔ فرس، غنم؟ ۳۔ درخت، انگور و حجر؟ ۴۔ آسمان و زمین، زید؟
- ۵۔ شمس و قمر و درخت، انبہ؟ ۶۔ مکھی، چڑیا، گدھا؟ ۷۔ انسان؟ ۸۔ فرس؟
- ۹۔ حمار؟<sup>۲</sup> ۱۰۔ بکری، اینٹ، پتھر، ستارہ؟ ۱۱۔ پانی، ہوا، حیوان؟

### سبق یاد رہم

### جنس اور فصل کی قسمیں

جنس کی دو قسمیں ہیں: جنس قریب، جنس بعید۔

جنس قریب: کسی ماہیت کی وہ جنس ہے کہ اسکی جزئیات میں سے جن دو جزئی یا زیادہ سے سوال کیا جائے تو جواب میں وہی جنس واقع ہو۔ جیسے: حیوان، انسان کی جنس قریب ہے کہ حیوان کے افراد میں سے جن دو یا زیادہ سے سوال کریں، جواب میں حیوان<sup>۳</sup> ہی ہوگا۔

جنس بعید: کسی ماہیت کی وہ جنس ہے کہ اس کے افراد میں سے جن دو یا زیادہ سے سوال کیا جائے تو جواب میں اسی جنس کا آنا ضروری نہیں۔ کبھی وہ جواب میں آئے کبھی دوسری جنس۔ جیسے: جسم نامی انسان کی جنس بعید ہے کہ اگر انسان اور فرس اور درخت<sup>۴</sup> سے سوال کریں تو جواب میں

۱۔ یعنی جن انکے لے کر ماہی سے سوال کریں تو کیا جواب ہوگا۔ ۲۔ گدھا۔

۳۔ مثلاً الإنسان والفرس ماہما؟ جواب حیوان ہے اور الإنسان و الغنم والفرس والبقر والذباب والحمار ماہم، تب بھی جواب حیوان ہے۔ ۴۔ کہ جسم نامی کے افراد ہیں۔

جسم<sup>۱</sup> نامی آئے گا اور اگر صرف انسان اور فرس<sup>۲</sup> سے سوال کریں تو جواب میں حیوان آئے گا جسم نامی نہ ہوگا۔

فصل کی بھی دو قسمیں ہیں: فصل قریب، فصل بعید۔

فصل قریب: کسی ماہیت کا وہ فصل ہے کہ جنس قریب میں جو جزئیات اس ماہیت کے شریک ہیں وہ فصل ان جزئیات سے اس ماہیت کو جدا کر دے۔ جیسے: انسان، بقر و غنم، حمار، فرس، دیکھو! حیوان ہونے میں<sup>۳</sup> سب شریک ہیں اور حیوان انسان کی جنس قریب ہے اور ناطق انسان کو بقر و غنم وغیرہ سے جدا کرتا ہے تو ناطق انسان کیلئے فصل قریب ہے۔

فصل بعید: کسی ماہیت کا وہ فصل ہے کہ جنس بعید میں جو جزئیات اس ماہیت کے شریک ہیں وہ فصل ان جزئیات سے اس ماہیت کو علیحدہ کر دے اور جنس قریب میں جو شریک ہیں ان سے جدا نہ کرے۔ جیسے: حناں انسان کا فصل بعید ہے کہ جسم نامی میں جو انسان<sup>۴</sup> کے شریک ہیں ان سے حناں تمیز دیتا ہے اور حیوان میں جو شریک ہیں ان سے جدا نہیں کرتا۔<sup>۵</sup>

### سوالات

۱۔ مثلہ ذیل میں بتاؤ کہ کون کس کیلئے جنس قریب اور جنس بعید اور فصل قریب اور فصل بعید ہے؟  
ناطق<sup>۱</sup> جسم؟ جسم نامی؟ ناطق؟ صابلی؟ حساس؟ نامی؟

۱۔ کیونکہ ان تینوں میں جو مشترک جز ہیں وہ جسم اور نمو ہے۔ لہذا جسم نامی جواب ہے اور بس۔

۲۔ کہ یہ بھی جسم ہی کے افراد ہیں۔ ۳۔ انسان کے ساتھ۔ ۴۔ جیسے درخت گھاس وغیرہ۔

۵۔ مثلاً غنم، بقر وغیرہ سے نہیں۔ کیونکہ وہ بھی جس رکھنے والے ہیں۔ ۶۔ عقل والا جسم، قابل ابعاد و مشاغل یعنی لمبائی، چوڑائی، گہرائی والا، جسم نامی: بڑھنے والا جسم، ناطق: بیچوں بیچوں کرنے والا، صابلی: ہنہانے والا، حساس: جس رکھنے والا، نامی: بڑھنے والا۔

## سبق دوازدہم

## دو کلیوں میں نسبت کا بیان

جاننا چاہیے کہ جس قدر کلیات ہیں ہر کلی کی دوسری کلی کے ساتھ چار نسبتوں میں سے ایک نسبت ضرور ہوگی۔ وہ چار نسبتیں یہ ہیں: تساوی، تباین، عموم و خصوص مطلق، عموم و خصوص من وجہ۔

تساوی: یہ ہے کہ دو کلیوں میں سے ہر کلی دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق ہو۔ جیسے: انسان و ناطق کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کے ہر ہر فرد پر صادق ہے۔ ایسی دو کلیوں کو تساویین کہتے ہیں۔

تباین: یہ ہے کہ ہر ایک کلی دوسری کلی کے کسی فرد پر صادق نہ ہو۔ جیسے: انسان و فرس کہ انسان فرس کے کسی فرد پر صادق نہیں اور نہ فرس انسان کے کسی فرد پر صادق ہے۔ ایسی دو کلیوں کو متباہنین کہتے ہیں۔

عموم و خصوص مطلق: وہ نسبت ہے کہ ایک کلی تو دوسری کلی کے ہر ہر فرد پر صادق ہو اور دوسری پہلی کے ہر ہر فرد پر صادق نہ ہو۔ پہلی جو کہ دوسری کے ہر ہر فرد پر صادق ہے، اس کو عام مطلق اور دوسری کو خاص مطلق کہتے ہیں۔ جیسے: حیوان اور انسان، کہ حیوان تو انسان کے ہر ہر فرد پر صادق ہے اور انسان حیوان کے ہر ہر فرد پر صادق نہیں ہے۔ حیوان عام مطلق اور انسان خاص مطلق ہے۔

عموم و خصوص من وجہ: وہ نسبت ہے کہ ہر ایک کلی دوسری کلی کے بعض افراد پر صادق ہو اور بعض پر نہ ہو، جیسے حیوان اور ایض کہ حیوان ایض کے بعض افراد پر صادق ہے اور بعض پر نہیں۔ اسی طرح ایض حیوان کے بعض افراد پر صادق ہے اور بعض پر نہیں ہے۔ ان میں سے ہر ایک کو عام من وجہ اور خاص من وجہ کہتے ہیں۔<sup>۱</sup>

۱۔ بلکہ بعض پر ہو۔

۲۔ البتہ بعض پر ہے اور وہ بعض افراد زید و عمرو وغیرہ ہیں۔ کیونکہ یہ حیوان کے بھی تو افراد ہیں اور ان افراد پر انسان صادق ہے۔

۳۔ حیوان عام من وجہ بھی ہے اور خاص من وجہ بھی۔ ایسے ہی ایض خاص من وجہ بھی ہے اور عام من وجہ بھی۔



## سوالات

درج ذیل مثالوں کی کلیات میں نسبتیں بتاؤ؟

- ۱۔ حیوان، فرس؟ ۲۔ انسان، حجر؟ ۳۔ حمار، حیوان؟ ۴۔ حیوان، اسود؟<sup>۱</sup>
- ۵۔ جسم نامی، شجر؟ نخل؟ ۶۔ حجر، جسم؟ ۷۔ انسان، غنم؟ ۸۔ رومی، انسان؟
- ۹۔ غنم، حمار؟ ۱۰۔ فرس، صاہل؟ ۱۱۔ حساس، حیوان؟

## سبق سیزدہم

## معرف اور قول شارح کا بیان

دو یا زیادہ تصور جانے ہوئے کو ترتیب دیکر کسی نہ جانے ہوئے تصور کو جب معلوم کریں، تو ان دو تصور<sup>۲</sup>، یا زیادہ کو معرف اور قول شارح کہتے ہیں۔ جیسے: تم کو حیوان<sup>۳</sup> اور ناطق کا علم ہے ان دونوں کو ملایا تو حیوان ناطق ہوا۔ اس سے تم کو انسان نامعلوم کی حقیقت<sup>۴</sup> کا علم ہو گیا۔ پس حیوان ناطق کو انسان کا معرف کہیں گے۔

معرف یا قول شارح کی چار قسمیں ہیں: حد تام، حد ناقص، رسم تام، رسم ناقص۔  
حد تام: کسی شے کی وہ معرف ہے کہ اس شے کی جنس قریب اور فصل قریب سے مرکب ہو۔  
جیسے: حیوان ناطق، انسان کی حد تام ہے۔

حد ناقص: کسی شے کی وہ معرف ہے کہ اس شے کی جنس بعید اور فصل قریب سے یا صرف فصل قریب سے مرکب<sup>۵</sup> ہو۔ جیسے: جسم ناطق یا صرف ناطق، انسان کی حد ناقص ہے۔

۱۔ سیاہ۔ ۲۔ کھجور کا درخت۔ ۳۔ ان کے مجموعہ کو۔

۴۔ اس جگہ پہنچ کر سبق سوم کا پہلا حاشیہ کر دیکھو صفحہ: ۹۔ ۵۔ جیسے یہ بتانا ہو کہ تیسیر المنطق کیا ہے؟ تو ان جانے ہوئے تصوروں کو کہ منطق کی سہل کتاب اردو میں مولانا عبداللہ النبی کی تصنیف ہے جمع کرنے سے تیسیر المنطق جانی گئی۔

۶۔ عبارت میں تسامح ہے، کیونکہ جو تعریف صرف فصل قریب سے ہوگی وہ تعریف مرکب کہاں ہوگی؟ مطلب یہ ہے کہ جنس بعید اور فصل قریب سے مرکب ہو یا صرف فصل قریب سے تعریف کی جائے۔

رسم تام: کسی شے کی وہ معرفت ہے کہ اس شے کی جنس قریب اور خاصہ سے مل کر بنے۔  
 جیسے: حیوان ضاحک، انسان کی رسم تام ہے۔  
 رسم ناقص: کسی شے کی وہ معرفت ہے جو اس کی جنس بعید اور خاصہ سے یا صرف خاصہ سے مل کر بنے۔ جیسے: جسم ضاحک، انسان کی رسم ناقص ہے۔

### سوالات

ذیل کے معرفات میں معرف کی اقسام بیان کرو؟

- ۱۔ جوہر ناطق؟ ۲۔ جسم نامی ناطق؟ ۳۔ جسم حساس؟ ۴۔ جسم متحرک بالارادہ؟
- ۵۔ حیوان صائل؟ ۶۔ حیوان ناہق؟ ۷۔ جسم ناہق؟ ۸۔ حساس؟
- ۹۔ ناطق؟ ۱۰۔ الکلمۃ<sup>۱</sup> لفظ وضع لمعنی مفرد؟

۱۱۔ الفعل کلمۃ تدل علی معنی فی نفسها مقترناً بأحد الأزمنة الثلاثة؟

تنبیہ: جو اصطلاحات منطق کی اب تک تم نے تیرہ سبقوں میں پڑھی ہیں، وہ یکجا بطور فہرست لکھی جاتی ہیں۔ ان کو خوب یاد کر لو اور آپس میں تکرار کرو۔

علم، تصور، تصدیق، تصور بدیہی، تصور نظری، تصدیق بدیہی، تصدیق نظری، نظر و فکر، منطق<sup>۲</sup>، موضوع منطق، غرض منطق، دلالت، دال، مدلول، وضع، موضوع لہ، دلالت لفظیہ، دلالت غیر لفظیہ، دلالت لفظیہ وضعیہ، دلالت لفظیہ طبعیہ، دلالت لفظیہ عقلیہ، دلالت غیر لفظیہ وضعیہ، دلالت غیر لفظیہ طبعیہ، دلالت غیر لفظیہ عقلیہ، دلالت مطابقت، دلالت تضمینیہ، دلالت التزامیہ، لازم، مفرد، مرکب، مفہوم، کلی، جزئی، حقیقت و ماہیت، کلی ذاتی، کلی عرضی، جنس، نوع، فصل، خاصہ، عرض عام، جنس قریب، جنس بعید، فصل قریب، فصل بعید، تساوی، تباین، عموم و خصوص مطلق عموم و خصوص من وجہ، معرفت و قول شارح، حد تام، حد ناقص، رسم تام، رسم ناقص۔

۱۔ ۱۰ اور ۱۱ میں ”الکلمۃ“ اور ”الفعل“ لفظ معرفت سے خارج ہیں بعد کے لفظ معرفت ہیں۔ ۲۔ علم منطق۔

## تصدیقات<sup>۱</sup> کی بحث

### سبق اول

#### جست کی بحث

دو یا زیادہ تصدیق جانی ہوئی کو ترتیب دے کر جب کوئی نہ جانی ہوئی بات معلوم کریں، تو ان جانی ہوئی تصدیق کو جست اور دلیل کہتے ہیں۔ جیسے: <sup>۲</sup> مثلاً تم کو اس کا علم ہے کہ انسان ایک جاندار شے ہے اور یہ بھی جانتے ہو کہ ہر جاندار شے جسم والی ہے تو ان دو باتوں کو جاننے سے یہ تم جان گئے کہ انسان جسم والا ہے۔

### سبق دوم

#### قضیوں کی بحث

قضیہ: وہ مرکب لفظ ہے جس کے کہنے والے کو سچایا جھوٹا کہہ سکیں۔ <sup>۳</sup> جیسے: زید کھڑا ہے۔<sup>۴</sup>  
قضیہ کی دو قسمیں ہیں: قضیہ حملیہ اور قضیہ شرطیہ۔

قضیہ حملیہ: وہ قضیہ ہے جو دو مفرد سے مل کر بنے اور اس میں ایک شے کا دوسری شے کیلئے ثبوت ہو۔ جیسے: زید کھڑا ہے، کہ اس میں زید کیلئے کھڑا ہونا ثابت کیا گیا ہے۔ یا ایک شے سے دوسری شے کی نفی ہو۔ <sup>۵</sup> جیسے: زید عالم نہیں، کہ اس میں زید کے عالم ہونے کی نفی <sup>۶</sup> کی گئی ہے۔ اول کو موجبہ اور دوسرے کو سالبہ کہتے ہیں۔ قضیہ حملیہ کے جزر اول کو موضوع اور دوسرے جزر کو محمول کہتے

<sup>۱</sup> تصدیق کی جمع ہے، غیر ذی عقل ہونے کی وجہ سے الف تا آئی ہے۔ علم کی دوسری قسم وہ صورت جو ہملہ خبریہ یقینی کی ہو۔ <sup>۲</sup> یعنی ان کے مجموعہ کو۔ <sup>۳</sup> اس جگہ پہنچ کر صفحہ ۹ حاشیہ ۷ مکرر دیکھ لو۔

<sup>۴</sup> چاہے واقعہ میں کیسا ہی ہو، سچا ہو یا جھوٹا، اس لئے ”زمین اوپر ہے“ بھی قضیہ ہوگا۔

<sup>۵</sup> یا نہیں کھڑا ہے۔ <sup>۶</sup> ہونا بتایا گیا ہو۔ <sup>۷</sup> یعنی نہ ہونا بتایا گیا ہو۔

<sup>۸</sup> یعنی زید کے عالم نہ ہونے کو بتایا گیا ہے۔ جیسے: کہ پہلی مثال میں کھڑے ہونے کو بتایا گیا ہے۔

ہیں۔ اور جوان دونوں کے درمیان نسبت ہے اس پر جو لفظ دلالت کرے اس کو رابطہ کہتے ہیں۔ جیسے: زید کھڑا ہے اس قضیہ میں ”زید“ موضوع ہے اور ”کھڑا“ محمول ہے اور لفظ ”ہے“ رابطہ ہے۔ قضیہ حملیہ کی چار قسمیں ہیں: قضیہ مخصوصہ، قضیہ طبعیہ، قضیہ محصورہ، قضیہ مہملہ۔ قضیہ مخصوصہ یا شخصی: وہ قضیہ حملیہ ہے جس کا موضوع شخص معین<sup>۲</sup> ہو۔ جیسے: زید کھڑا ہے، کہ اس کا موضوع ”زید“ ہے اور وہ شخص معین ہے۔

قضیہ طبعیہ: وہ قضیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم کلی کے مفہوم<sup>۳</sup> پر ہو، افراد پر نہ ہو۔ جیسے: انسان نوع ہے اس میں نوع ہونے کا حکم انسان کے مفہوم کیلئے ہے، انسان کے افراد کیلئے نہیں<sup>۴</sup>۔ قضیہ محصورہ<sup>۱</sup>: وہ قضیہ ہے جس کا موضوع کلی ہو اور حکم کلی کے افراد پر ہو اور یہ بھی اس میں بیان کیا گیا ہو کہ حکم اس کلی کے ہر ہر فرد پر ہے یا بعض افراد پر۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے۔ دیکھو: اس میں موضوع کلی یعنی ”انسان“ ہے اور حکم جاندار ہونے کا اس کے ہر ہر فرد پر ہے۔<sup>۵</sup> قضیہ محصورہ کی چار قسمیں ہیں اور ان کو محصورات اربعہ کہتے ہیں:

موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالبہ کلیہ، سالبہ جزئیہ۔

موجبہ کلیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں یہ بیان کیا جائے کہ موضوع کے ہر ہر فرد کیلئے محمول ثابت ہے۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے۔

موجبہ جزئیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں یہ بیان ہو کہ موضوع کے بعض افراد کیلئے محمول ثابت ہے۔ جیسے: بعض جاندار انسان ہیں۔

سالبہ کلیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں یہ ظاہر کیا جائے کہ محمول موضوع کے ہر ہر فرد سے نفی کیا

۱۔ زبان عربی میں رابطہ اکثر مقدر ہوتا ہے۔ ۲۔ موضوع کی حالتوں کے اعتبار سے۔ ۳۔ یعنی جزئی۔

۴۔ مراد مفہوم سے نفس حقیقت ہے۔ ۵۔ کیونکہ افراد نوع نہیں ہیں بلکہ مفہوم ہی نوع ہے، اور یہ تو موجبہ ہے اور سالبہ کی مثال انسان جنس نہیں ہے۔ ۶۔ اس کو سورہ بھی کہتے ہیں اور جس حرف سے افراد کے کل یا بعض ہونے کی مقدار بیان کی جائے اس کو سور کہتے ہیں۔ ۷۔ یہ تو موجبہ ہے اور سالبہ یہ کہ کوئی انسان پتھر نہیں۔

گیا ہے۔ جیسے: کوئی انسان پتھر نہیں۔

سالہ جزئیہ: وہ قضیہ محصورہ ہے جس میں یہ بیان ہو کہ محمول موضوع کے بعض افراد سے سلب کیا گیا ہے۔ جیسے: بعض جاندار انسان نہیں۔

قضیہ مہملہ: وہ قضیہ ہے کہ محمول موضوع کے افراد کیلئے ثابت ہے<sup>۱</sup> اور یہ نہ بیان کیا جائے کہ ہر ہر فرد کیلئے ثابت ہے یا بعض کیلئے۔ جیسے: انسان جاندار ہے۔

## سوالات

مندرجہ ذیل قضایا میں قضیہ کی اقسام بیان کرو؟

عمر و مسجد میں ہے؟ حیوان جنس ہے؟ ہر گھوڑا اہنہاتا ہے؟  
کوئی گدھا بے جان نہیں؟ بعض انسان لکھنے والے ہیں؟ بعض انسان اُن پڑھ ہیں؟  
ہر گھوڑا جسم والا ہے؟ کوئی پتھر انسان نہیں؟ ہر جاندار مرنے والا ہے؟  
ہر متکبر ذلیل ہے؟ ہر متواضع عزت والا ہے؟ ہر حر ریص خوار ہے؟

## سبق سوم

### قضیہ شرطیہ کی بحث

قضیہ شرطیہ: وہ قضیہ<sup>۱</sup> ہے جو دو قضیوں سے مل کر بنے۔<sup>۲</sup> جیسے: اگر سورج نکلے گا تو دن ہوگا۔

”سورج نکلے گا“ ایک قضیہ ہے اور ”دن ہوگا“ دوسرا قضیہ<sup>۳</sup> ہے۔ یا جیسے: زید یا تو پڑھا ہوا ہے یا

۱۔ یا منفی ہے، جیسے: انسان پتھر نہیں۔ ۲۔ یا منفی۔ ۳۔ اس میں یہ نہیں بیان کیا گیا ہے کہ ہر انسان یا کوئی کوئی۔

۴۔ عاجزی و انکساری کرنے والا۔ ۵۔ ہر لالچی ذلیل ہے۔ ۶۔ ان میں سے پہلے قضیہ کو مقدم اور دوسرے کو تاالی

کہتے ہیں۔ ۷۔ اور دیکھ لو دونوں میں خاص ارتباط بھی ہے یعنی تعلق ہے اور یہاں ایسا ہے جیسا کہ شرط کیساتھ جزا کو

ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کا ہونا ضروری ہے۔ ۸۔ اس طرح سے کہ ان دونوں قضیوں میں خاص ارتباط بھی ہو اور اس

ارتباط کی تفصیل شرطیہ کی قسموں میں سے معلوم ہوگی یعنی دو طرح کا ربط ہوگا۔ (۱) یا تو ایک قضیہ کے ہونے پر دوسرے

کا ہونا بیان ہوگا چاہے دوسرے کا ہونا نہ ہونا ضروری ہو کر ہوا ویسے ہی۔ (۲) اور یا دونوں میں علیحدگی و جدائی کا ہونا

نہ ہونا بیان ہوگا چاہے قضیوں ہی کی ذات سے جدائی ہو یا ویسے ہی ہو۔

اُن پڑھ ہے۔ ”زید پڑھا ہوا ہے“ ایک قضیہ ہے اور ”زید اُن پڑھ ہے“ یہ دوسرا قضیہ<sup>۱</sup> ہے۔ اور ان میں سے پہلے قضیہ کو مقدم اور دوسرے کو تالی<sup>۲</sup> کہتے ہیں۔

قضیہ شرطیہ کی دو قسمیں ہیں: قضیہ متصل، قضیہ منفصلہ۔

شرطیہ متصل: وہ قضیہ شرطیہ ہے کہ اس میں یہ بات ہو کہ ایک قضیہ کے تسلیم کر لینے پر دوسرے قضیہ کے ثبوت<sup>۳</sup> یا نفی کا حکم ہو۔ اگر ثبوت کا حکم ہوگا تو متصلہ موجبہ کہلائے گا۔ جیسے: اگر زید انسان ہے تو جاندار بھی ہوگا۔ دیکھو: اس قضیہ میں ”زید“ کے انسان ہونے پر اس کے جاندار ہونے کا حکم کیا گیا ہے۔<sup>۴</sup> اور اگر نفی کا حکم ہوگا تو متصلہ سالبہ ہوگا۔ جیسے: اگر زید انسان ہے تو گھوڑا نہیں ہے۔ دیکھو: اس قضیہ میں ”زید“ کے انسان ہونے کی صورت میں اس کے گھوڑا ہونے کی نفی کی گئی ہے۔<sup>۵</sup>

شرطیہ منفصلہ: وہ قضیہ شرطیہ ہے کہ اس میں دو چیزوں کے درمیان علیحدگی اور جدائی کے ثبوت یا نفی کا حکم کیا جائے۔ اگر جدائی کا ثبوت ہو تو اس کو منفصلہ موجبہ کہتے ہیں۔ جیسے یہ شے یا تو درخت ہے یا پتھر ہے۔ دیکھو: اس قضیہ میں درخت اور پتھر کے درمیان جدائی ثابت کی گئی ہے کہ ایک ہی شے درخت اور پتھر دونوں نہیں ہو سکتی۔<sup>۶</sup> اور اگر جدائی کی نفی کی گئی ہو تو اس قضیہ کو منفصلہ سالبہ کہتے ہیں۔ جیسے: یوں کہیں یا تو سورج نکلا ہوگا یا دن ہوگا۔ یعنی ان دونوں باتوں میں جدائی نہیں بلکہ دونوں ساتھ ساتھ ہیں۔<sup>۷</sup>

شرطیہ متصلہ کی دو قسمیں ہیں: شرطیہ متصلہ لزومیہ، شرطیہ متصلہ اتفاقیہ۔

شرطیہ متصلہ لزومیہ: وہ قضیہ<sup>۸</sup> ہے جس کے مقدم یعنی پہلے قضیہ اور تالی یعنی دوسرے قضیہ میں کسی

۱۔ اور ان میں ایک خاص ارتباط بھی ہے یعنی تعلق ہے اگرچہ خلاف کا ہی ہے کہ ایک کے ہونے پر دوسرے کا نہ ہونا ضروری ہے، جیسے خدوں اور نقیضوں میں ہوتا ہے۔ ۲۔ موخر (بعد میں آنے والا) ۳۔ ہونے یا نہ ہونے کا۔

۴۔ یعنی جاندار کا ثبوت کیا گیا ہے۔ ۵۔ یعنی گھوڑا نہ ہونے کا حکم کیا گیا۔ ۶۔ کیونکہ درخت ہوگا تو پتھر نہ ہوگا، اور پتھر ہوگا تو درخت نہ ہوگا، تو معلوم ہوا کہ دونوں میں جدائی اور علیحدگی ہے۔ ۷۔ چنانچہ ایک وقت میں جمع ہوتے ہیں۔

۸۔ یعنی وہ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے۔

ایسی قسم کا تعلق ہو کہ جب اول پایا جائے تو دوسرا بھی ضرور ہو۔<sup>۱</sup> جیسے: اگر سورج نکلے گا تو دن ہوگا۔<sup>۲</sup> شرطیہ مثلاً: اتفاقیہ: وہ قضیہ شرطیہ متصلہ ہے کہ جس کے مقدم و تالی میں اس قسم کا تعلق نہ ہو بلکہ دونوں قضیے اتفاقاً جمع ہو گئے ہوں۔ جیسے: یوں کہیں کہ اگر انسان جاندار ہے تو پتھر بے جان<sup>۳</sup> ہے۔ شرطیہ منفصلہ کی بھی دو قسمیں ہیں: شرطیہ منفصلہ عنادیہ، شرطیہ منفصلہ اتفاقیہ۔

شرطیہ منفصلہ عنادیہ: وہ منفصلہ ہے کہ جس کے مقدم اور تالی کی ذات ہی ان کے درمیان جدائی کو چاہتی ہو جیسے: یہ عدد یا تو طاق ہے یا جفت۔ دیکھو: ”طاق“ اور ”جفت“ ایسے مقدم اور تالی ہیں کہ ان کی ذات جدائی کو چاہتی ہے کبھی ایک شے میں جمع نہ ہوں گے۔

شرطیہ منفصلہ اتفاقیہ: وہ قضیہ منفصلہ ہے کہ جس کے مقدم اور تالی میں جدائی ذاتی نہ ہو بلکہ اتفاقاً ہو گئی ہو۔ جیسے: زید مثلاً لکھنا جانتا ہو اور شعر کہنا نہ جانتا ہو تو یوں کہنا صحیح ہوگا کہ زید لکھنے والا ہے یا شاعر ہے۔ یعنی ان دونوں میں سے ایک بات ہے لیکن لکھنے اور شعر کہنے کے فن میں جدائی<sup>۴</sup> ضروری نہیں۔<sup>۵</sup> اس لئے کہ بعض لکھنا بھی جانتے ہیں اور شعر کہنا بھی۔

شرطیہ منفصلہ کی پھر تین قسمیں ہیں: شرطیہ منفصلہ حقیقیہ، شرطیہ منفصلہ مانعہ الجمع، شرطیہ منفصلہ مانعہ الحلو۔

شرطیہ منفصلہ حقیقیہ: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی میں ایسی جدائی اور انفصال ہو کہ دونوں ایک شے میں ایک دم سے نہ جمع ہوں اور نہ دونوں ایک شے سے ایک دم سے علیحدہ<sup>۶</sup>۔

۱ یعنی ضرور ساتھ ساتھ ہو۔ ۲ کیونکہ سورج نکلنے پر دن ہونا ضروری ہے۔ ۳ کیونکہ انسان کے جاندار ہونے پر پتھر کا بے جان ہونا ضروری نہیں۔ چنانچہ اگر پتھر بے جان نہ ہوتا تب بھی انسان جاندار ہوتا برخلاف پہلی مثال کے کہ اگر سورج نہ نکلتا تو دن نہ ہو سکتا۔ ۴ کیونکہ جفت ان عددوں کا مجموعہ ہے جو برابر پورے تقسیم ہو سکیں۔ جیسے: دو چار چھ وغیرہ اور طاق وہ جو ایسا نہ ہو تو ظاہر ہے کہ جو طاق ہوگا جفت نہ ہوگا جو جفت ہوگا طاق نہ ہوگا۔

۵ یعنی لکھنے اور شعر کہنے کی ذات جدائی کا تقاضا نہیں کرتی بلکہ ویسے ہی اتفاق سے ہے۔ ۶ بالکل اتفاق سے ایسا ہی ہو گیا ہے کہ زید میں دونوں باتیں جمع نہیں ورنہ بہت سے لوگوں میں جمع ہوتی ہیں۔ ۷ یعنی ان میں ایسی سخت جدائی ہے کہ جو دو میں بھی جدا رہتے ہیں یعنی اگر ایک موجود ہو تو دوسرا معدوم ہو اگر ایک معدوم ہو تو دوسرا موجود ہو۔

ہوں، ایک ہوتو دوسرا ہرگز نہ ہو، اور ایک نہ ہوتو دوسرا ضرور موجود ہو۔ نہ تو یہ ہوگا کہ دونوں ہوں، اور نہ یہ ہوگا کہ دونوں نہ ہوں۔ جیسے: یہ عدد یا تو طاق ہے یا جفت۔ دیکھو: ایک عدد یا تو طاق ہوگا یا جفت ہوگا دونوں نہ ہوں گے اور نہ یہ ہوگا کہ کوئی عدد ایسا ہو کہ نہ طاق ہو نہ جفت۔

مانعۃ الجمع: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی ایک دم سے ایک شے کے اندر موجود تو نہ ہو سکیں، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شے ایسی ہو کہ اس میں مقدم اور تالی دونوں نہ ہوں۔ جیسے: یہ شے یا درخت ہے یا پتھر۔ دیکھو: ایک شے درخت اور پتھر نہیں ہو سکتی، ہاں یہ ممکن ہے کہ کوئی شے نہ درخت ہو نہ پتھر ہو۔ جیسے: انسان و فرس۔

مانعۃ الخلو: وہ قضیہ منفصلہ ہے جس کے مقدم اور تالی ایک دم سے ایک شے سے علیحدہ تو نہ ہو سکیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ مقدم اور تالی ایک شے کے اندر جمع ہو جائیں۔ جیسے: زید پانی میں ہے یا ڈوبنے والا نہیں ہے۔ دیکھو: یہ دونوں باتیں ایک دم سے علیحدہ نہیں ہو سکتیں، کہ زید پانی میں نہ ہوا اور ڈوب جائے۔ ہاں دونوں جمع ہو سکتی ہیں کہ پانی میں ہوا اور ڈوبے نہیں، بلکہ تیز تر ہے۔

### سوالات

۱۔ ذیل میں لکھے ہوئے قضیوں میں بتاؤ کہ ہر قضیہ کوئی قسم کا ہے شرطیہ یا حملیہ؟ اور شرطیہ کی کون سی قسم

۱۔ یعنی ایسا نہ ہوگا کہ ایک عدد طاق بھی ہو جائے اور جفت بھی، بلکہ طاق ہوگا تو جفت نہ ہوگا اور جفت ہوگا تو طاق نہ ہوگا۔  
۲۔ اس سے آسان مثال یہ ہے کہ ہر شے یا تو غیر شجر ہے یا غیر حجر ہے۔ سو ایسی کوئی چیز نہیں نکل سکتی جو نہ غیر شجر ہو اور نہ غیر حجر ہو ان میں سے ایک ضرور ہوگی اور یہ ہو سکتا ہے کہ غیر شجر بھی ہو اور غیر حجر بھی۔ چنانچہ عالم بھر میں اسی قسم کی چیزیں ہیں۔  
ایک تو حجر، ایک شجر، ایک ان دونوں کے علاوہ، پس حجر پر تو غیر حجر صادق نہیں آتا لیکن غیر شجر صادق آتا ہے اور شجر پر غیر شجر صادق نہیں آتا، لیکن غیر حجر صادق آتا ہے اور بقیہ اشیاء پر غیر حجر بھی صادق آتا ہے اور غیر شجر بھی۔ خوب سمجھ لو۔

۳۔ یعنی پانی میں ہونا اور نہ ڈوبنا۔ اس طرح کہ پہلی بات چانی میں ہونا بھی نہ پانی جائے بلکہ پانی میں نہ ہونا پایا جائے اور دوسری بات ”نہ ڈوب جانا“ بھی نہ پانی جائے بلکہ ڈوب جانا پایا جائے یعنی پانی میں نہ ہوتے ہوئے ڈوب جانا پایا جائے یہ نہیں ہو سکتا۔



ہے؟ متصل یا منفصلہ؟ اور اسی طرح حملیہ اور متصلہ و منفصلہ کی کونسی قسم ہے؟

۱۔ اگر یہ شے گھوڑا ہے تو جسم ضرور ہے؟ ۲۔ یہ شے گھوڑا ہے یا گدھا؟

۳۔ یہ شے یا تو جاندار ہے یا سفید ہے؟ ۴۔ اگر گھوڑا نہ بنانے والا ہے تو انسان جسم ہے؟

۵۔ زید عالم ہے یا جاہل ہے؟ ۶۔ عمرو بولتا ہے یا گونگا ہے؟

۷۔ بکر شاعر ہے یا کاتب؟ ۸۔ زید گھر میں ہے یا مسجد میں؟

۹۔ خالد بیمار ہے یا تندرست ہے؟ ۱۰۔ زید کھڑا ہے یا بیٹھا ہے؟

۱۱۔ یہ بات نہیں ہے کہ اگر رات ہوگی تو سورج نکلے ہو؟

۱۲۔ اگر سورج نکلے گا تو زمین روشن ہوگی؟ ۱۳۔ اگر وضو کرو گے تو نماز صحیح ہوگی؟

۱۴۔ اگر ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کرو گے تو جنت میں جاؤ گے؟

۱۵۔ آدمی نیک بخت ہے یا بد بخت؟

## سبق چہارم

### تناقض کا بیان

در تناقض ہشت وحدت شرط داں

وحدت موضوع و محمول و مکان

وحدت شرط و اضافت جزو کل

قوت و فعل است در آخر زماں

جب دو قضیے ایسے ہوں کہ ایک موجبہ ہو دوسرا سالبہ اور ان میں یہ بات بھی ہو کہ ایک کو اگر سچا کہیں تو دوسرے کو ضرور جھوٹا کہنا پڑے<sup>۱</sup> تو ان دونوں کے ایسے اختلاف کو تناقض کہتے ہیں۔

اور ان میں سے ہر ایک قضیے کو دوسرے کی نفیض اور دونوں کو نقیضین کہتے ہیں۔ جیسے: زید عالم ہے اور زید عالم نہیں ہے۔ یہ دونوں قضیے ایسے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک سچا ہوگا تو دوسرا

۱۔ ایک دوسرے کی نفیض ہونا۔ ۲۔ اسی طرح اگر ایک کو جھوٹا مانیں تو دوسرے کو ضرور سچا کہنا پڑے۔

جھوٹا<sup>۱</sup> ہوگا۔ ان کے اس اختلاف کو تناقض کہتے ہیں۔ جن دو قضیوں میں تناقض ہوتا ہے وہ دونوں ایک دم سے نہ جمع<sup>۲</sup> ہو سکتے ہیں اور نہ دونوں علیحدہ<sup>۳</sup> ہو سکتے ہیں۔ مثلاً: مثال مذکور میں زید عالم ہو اور عالم نہ ہو، یہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ زید نہ تو عالم ہو اور نہ عالم نہ ہو۔ دو قضیے مخصوصہ<sup>۴</sup> یعنی جن کا موضوع خاص شخص ہو ان میں تناقض جب ہوگا جبکہ وہ دونوں آٹھ چیزوں میں متفق ہوں۔

اول: موضوع دونوں کا ایک ہو۔ اگر موضوع بدلے گا تو تناقض<sup>۵</sup> نہ ہوگا۔ جیسے: زید کھڑا ہے زید کھڑا نہیں۔ ان دونوں میں تناقض نہیں ہے۔ دونوں قضیے<sup>۶</sup> سچے<sup>۷</sup> ہو سکتے ہیں۔ دوسرے: محمول دونوں کا ایک ہو، اگر محمول ایک نہ ہوگا تو تناقض نہ ہوگا، جیسے: زید کھڑا ہے زید بیٹھا نہیں ہے، ان دونوں میں تناقض نہیں<sup>۸</sup> ہے۔ تیسرے: وہ دونوں قضیے مکان<sup>۹</sup> میں متفق ہوں۔ یعنی دونوں کا مکان ایک ہو اگر مکان ایک نہ ہوگا تو تناقض نہ ہوگا۔ جیسے: زید کھڑا ہے زید کھڑا نہیں ہے، ان دونوں میں تناقض نہیں ہے۔ چوتھے: دونوں قضیوں کا زمانہ<sup>۱۰</sup> ایک ہو۔ اگر زمانہ ایک نہ ہوگا تو تناقض نہ ہوگا۔ جیسے: زید دن کو

۱۔ اسی طرح بالعکس۔ ۲۔ اس طرح کہ دونوں سچے ہو جائیں۔ ۳۔ اس طرح کہ دونوں جھوٹے ہو جائیں، بلکہ اگر ایک سچا ہو تو ایک جھوٹا۔ ۴۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان آٹھ چیزوں میں متفق ہونا صرف دو مخصوصہ میں شرط ہے کیونکہ یہ شرط تناقض کی دو محصورہ میں بھی ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایسے دو مخصوصہ میں تو صرف ان ہی آٹھ کا اتفاق تناقض کیلئے کافی ہے، اور دو محصورہ میں ان کے علاوہ اور بھی ایک شرط ہے وہ یہ کہ وہ دونوں کلیہ اور جزئیہ ہونے میں مختلف ہوں چنانچہ اس سبق کے آخر میں بعینہ یہی مضمون آتا ہے۔ ۵۔ اس طرح کہ ایک قضیہ میں ایک چیز موضوع ہو اور دوسرے میں دوسری چیز ہو اور ایسے ہی محمول کا بدلنا ہے۔ ۶۔ اگر واقع میں ایسا ہی ہو، ورنہ جھوٹے۔

۷۔ اور اسی طرح جھوٹے بھی۔ ۸۔ دونوں سچے ہو سکتے ہیں اگر واقع میں زید کھڑا ہو اور دونوں جھوٹے بھی ہو سکتے ہیں اگر واقع میں وہ بیٹھا ہو۔ ۹۔ جگہ یعنی دونوں کی جگہ ایک ہی ہو تب تو تناقض ہوگا اور اگر ایک کی جگہ اور ہے اور دوسرے کی اور تو پھر تناقض نہ ہوگا۔ ۱۰۔ وقت۔

کھڑا ہے اور زید رات کو کھڑا نہیں ان دونوں میں تاقض نہیں ہے۔ دونوں باتیں سچی ہو سکتی ہیں اور جھوٹی بھی ہو سکتی ہیں۔ پانچویں: قوت<sup>۱</sup> اور فعل<sup>۲</sup> میں دونوں قضیے ایک ہوں۔ یعنی ایک قضیے میں اگر یہ بات ثابت کی گئی ہو کہ محمول بالفعل موضوع کیلئے ثابت ہے تو دوسرے میں یہ بات ثابت کی گئی ہو کہ محمول موضوع کیلئے بالفعل ثابت نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ایک قضیہ میں یہ بات ثابت کی گئی ہو کہ محمول موضوع کیلئے بالقوت ثابت ہے، یعنی اس میں محمول کے ثابت ہونے کی استعداد و لیاقت ہے تو دوسرے قضیے میں یہ بات ہو کہ محمول موضوع کیلئے بالقوت ثابت نہیں، یعنی موضوع میں محمول کے ثابت ہونے کی استعداد و لیاقت نہیں ہے، تب تاقض ہوگا ورنہ نہ ہوگا۔

جیسے: یوں کہیں کہ اس بوتل میں جو شراب<sup>۳</sup> ہے اس میں نشہ لانے کی قوت ہے اور یہ شراب جو اسی بوتل میں ہے بالفعل نشہ لانے والی نہیں تو ان دونوں قضیوں میں تاقض نہ ہوگا۔ اس لئے کہ دونوں قضیے سچے<sup>۴</sup> ہیں ہاں اگر یوں کہیں کہ اس بوتل کی شراب میں نشہ لانے کی قوت ہے اور اس بوتل کی شراب میں نشہ لانے کی قوت نہیں ہے تو تاقض ہوگا۔ اس لئے کہ یہ دونوں باتیں ایک دم سے سچی نہیں ہو سکتیں<sup>۵</sup> یا یوں کہیں کہ اس بوتل کی شراب بالفعل نشہ لانیوالی ہے اور اس بوتل کی شراب

۱۔ ہو سکتا یعنی استعداد و لیاقت جیسے زید بالقوت بادشاہ ہے یعنی ہو سکتا ہے استعداد رکھتا ہے۔ ۲۔ اسی وقت ہوگا۔

۳۔ توضیح اس کی یہ ہے کہ انگور کا تازہ شیرہ جس میں ابھی نشہ کی کیفیت پیدا نہیں ہوئی کبھی اس کو مجازاً شراب کہہ دیتے ہیں اس بنا پر کہ وہ آئندہ چل کر شراب بن سکتی ہے۔ جیسے محاورات میں بولتے ہیں کہ آنا پھولا لاؤ حالانکہ پھولنے کی چیز گیہوں ہے مگر چونکہ وہ پس کراتا ہو جائیں گے اس لئے مجازاً گیہوں کو آنا کہتے ہیں۔ استعداد اور قوت کے یہی معنی ہیں۔ اب اگر ایسے شیرہ کی نسبت یہ دو قضیے بولے جائیں، ایک یہ کہ یہ شراب مسکر ہے اور دوسرا یہ شراب مسکر نہیں ہے اور پہلے قضیے میں یہ مراد ہو کہ بالقوت مسکر ہے یعنی ابھی اس میں مسکر ہونے کی صفت پیدا نہیں ہوئی تو ان دونوں قضیوں میں ظاہر ہے کہ تاقض نہ ہوگا۔ یہی مطلب ہے متن کی عبارت کا خوب سمجھ لو۔ یا مطلب یہ ہے کہ نشہ لانے کی قوت ہے۔ چنانچہ پہنے پر نشہ ہوگا اور بالفعل نہیں یعنی بوتل میں رہتے ہوئے نہیں۔ ۴۔ یا جھوٹے ہیں۔

۵۔ بلکہ اگر ایک سچی ہوگی تو دوسری جھوٹی اور پہلی جھوٹی ہوگی تو دوسری سچی۔

بالفعل نشہ لانے والی نہیں ہے۔ تب بھی تناقض ہوگا۔ اس لئے کہ یہ دونوں باتیں بھی سچی نہیں ہو سکتیں۔ چھٹے: دونوں قضیوں میں شرط ایک ہو۔ اگر شرط میں اتفاق نہ ہوگا تو تناقض نہ ہوگا۔ جیسے: زید کی انگلیاں ہلتی ہیں اگر وہ لکھتا ہو، زید کی انگلیاں نہیں ہلتیں اگر وہ نہ لکھتا ہو۔ ان میں تناقض نہیں اس لئے کہ شرط ایک نہیں رہی۔<sup>۱</sup>

ساتویں: کُل اور جزر میں دونوں قضیے متفق ہوں یعنی اگر ایک قضیے کا محمول پورے موضوع کیلئے ثابت کیا گیا ہو تو دوسرے قضیے میں بھی اسی خاص جزر کیلئے ثابت ہو، اگر ایسا نہ ہوگا بلکہ ایک قضیے میں تو موضوع کے کُل کیلئے محمول ثابت کیا گیا ہو اور دوسرے قضیے میں موضوع کے جزر کیلئے محمول ثابت ہو تو تناقض نہ ہوگا۔ جیسے: یوں کہیں حبشی کا لالہ ہے اور حبشی کا لالہ نہیں، تو دونوں قضیوں میں اگر یہ مراد ہے کہ حبشی کا جزر کا لالہ ہے اور حبشی کا وہی جزر کا لالہ نہیں، تو تناقض ہوگا۔ اس لئے کہ اس میں پہلا قضیہ صادق ہے اس لئے کہ دانت اس کے سفید ہوتے ہیں اور دوسرا جھوٹ ہوگا۔ یا پہلے قضیے میں یہ مراد لیں کہ حبشی کا کُل کا لالہ ہے اور دوسرے میں یہ مراد لیں کہ کُل کا لالہ نہیں ہے تو تب بھی تناقض ہوگا۔ اس لئے کہ دوسرا قضیہ سچ ہے اسلیے کہ وہ سارا کا لالہ نہیں ہوتا اور پہلا جھوٹ ہے اس واسطے کہ دانت اسکے سفید ہوتے ہیں اور اگر پہلے قضیے میں یعنی ”حبشی کا لالہ ہے“ میں یہ مراد لیں کہ ایک جزر اس کا لالہ ہے اور دوسرے قضیے میں یعنی ”حبشی کا لالہ نہیں ہے“ میں یہ مراد لیں یعنی تمام حبشی کا لالہ نہیں۔ تو دونوں قضیے سچے ہو جائیں گے اور تناقض نہ رہے گا۔

آٹھویں: وہ دونوں قضیے اضافت میں متفق ہوں۔ یعنی ایک قضیے میں محمول کی جو نسبت جس شے کی طرف ہے اسی شے کی طرف دوسرے قضیے میں ہو اگر ایسا نہ ہوگا تو تناقض نہ ہوگا۔ مثلاً زید عمرو کا باپ ہے اور زید عمرو کا باپ نہیں ہے۔ ان میں تناقض ہے۔ اس لئے کہ دونوں میں محمول

۱۔ اور اگر شرط ایک ہی ہو تب تناقض ہوگا، مثلاً زید کی انگلیاں ہلتی ہیں اگر وہ لکھتا ہو اور زید کی انگلیاں نہیں ہلتیں اگر وہ لکھتا نہ ہو تو نہ دونوں سچ ہوں گے نہ جھوٹ بلکہ کوئی سا ایک جھوٹ ضرور ہوگا، ایسی ہی اگر نہ لکھنے کی شرط ہو۔ ۲۔ اور اگر پہلے میں یہ مراد لیا جائے کہ تمام کا لالہ ہے اور دوسرے میں یہ مراد لیا جائے کہ کوئی جزر کا لالہ نہیں تو دونوں جھوٹے ہو جائیں گے۔

یعنی باپ کی نسبت عمر کی طرف ہے اور اگر یوں کہیں کہ زید عمر کا باپ ہے، اور زید بکر کا باپ نہیں تو ان دونوں میں تناقض نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ دونوں قضیے سچے ہو سکتے ہیں۔

یہ آٹھ چیزیں ہیں، جن میں دو قضیوں کا متفق ہونا تناقض کیلئے ضروری ہے۔ یہ وحدات ثنائیہ<sup>۱</sup> کہلاتی ہیں۔ یہ تو مخصوصہ قضیے کا بیان تھا۔ اور اگر وہ دونوں قضیے محصورہ ہوں تو ان میں بھی ان آٹھ چیزوں میں اتفاق ضروری ہے۔ اور علاوہ اس کے ایک شرط ان میں اور ہونی چاہیے۔ وہ یہ کہ ان میں سے اگر ایک کلیہ ہو تو دوسرا جزئیہ ہو۔ پس موجبہ کلیہ کی نفیض سالبہ جزئیہ<sup>۲</sup> ہوگی۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے، موجبہ کلیہ ہے۔ اس کی نفیض یہ ہوگی: بعض انسان جاندار نہیں ہیں۔ اور سالبہ کلیہ کی نفیض موجبہ جزئیہ ہوگی۔ جیسے: کوئی انسان پتھر نہیں ہے۔ یہ سالبہ کلیہ ہے اس کی نفیض بعض انسان پتھر ہیں ہوگی۔<sup>۳</sup>

### سوالات

ان قضایا کی نفیض بتاؤ اور جو دو قضیے یکجا لکھے جاتے ہیں ان میں تمہارے نزدیک تناقض ہے یا نہیں اگر نہیں تو کونسی شرط نہیں؟

۱۔ ہر گھوڑا جاندار ہے؟ ۲۔ بعض جانداروں میں سے بکری ہے؟

۱۔ آٹھ اتفاقات کیونکہ آٹھ چیزوں میں دونوں قضیوں کا اتفاق ضروری ہے۔

۲۔ کیونکہ موجبہ کی نفیض کا سالبہ ہونا تو تناقض کی تعریف ہی سے معلوم ہو چکا ہے اور کلیہ کے نفیض کا جزئیہ ہونا ابھی اس نئی شرط سے معلوم ہوا پس ثابت ہو گیا کہ موجبہ کلیہ کی نفیض سالبہ جزئیہ ہوگی۔ ایسے ہی آگے سمجھ لو۔

۳۔ شاید کسی کو وہم ہو کہ محصورات تو چار ہیں ایک موجبہ کلیہ ایک سالبہ کلیہ تو ان دونوں کی نفیض تو بتلائی۔ باقی رہا ایک موجبہ جزئیہ ایک سالبہ جزئیہ، ان دونوں کی نفیض نہیں بتلائی؟ جواب یہ ہے کہ جب ایک قضیہ کی نفیض دوسرا قضیہ ہوتا ہے تو اس دوسرے کی نفیض وہ پہلا قضیہ ہوتا ہے تو جب موجبہ کلیہ کی نفیض سالبہ جزئیہ کو بتایا تو اسی میں یہ بھی بتا دیا کہ سالبہ جزئیہ کی نفیض موجبہ کلیہ ہوگا۔ اسی طرح جب سالبہ کلیہ کی نفیض موجبہ جزئیہ کو بتایا تو اسی میں یہ بھی بتا دیا کہ موجبہ جزئیہ کی نفیض سالبہ کلیہ ہوگا تو چاروں محصورہ کی نفیضیں معلوم ہو گئیں۔

- ۳۔ کوئی انسان درخت نہیں ہے؟  
 ۴۔ عمر و مسجد میں ہے، عمر و گھر میں نہیں ہے؟  
 ۵۔ بکر زید کا بیٹا ہے، بکر عمر و کا بیٹا نہیں ہے؟  
 ۶۔ فرنگی گورا ہے، فرنگی گورا نہیں ہے؟  
 ۷۔ ہر انسان جسم ہے؟  
 ۸۔ بعض سفید جاندار ہیں؟  
 ۹۔ بعض جاندار گدھے نہیں ہیں؟  
 ۱۰۔ بعض انسان لکھنے والے ہیں؟  
 ۱۱۔ بعض بکریاں کالی نہیں؟  
 ۱۲۔ زید رات کو سوتا ہے، زید دن کو نہیں سوتا؟

## سبق پنجم

### عکس مُستوی کی بحث

عکس مستوی کسی قضیے کا یہ ہے کہ اس قضیے کے اول جز کو دوسرا جز کر دیا جائے اور دوسرے جز کو پہلا جز بنا دیا جائے۔ یعنی بالکل اُلٹ دیا جائے اور یہ اُلٹ پلٹ ایسے طور سے کریں کہ اگر پہلا قضیہ سچا ہے تو دوسرا جو اس کا الٹا ہے وہ بھی سچا ہی رہے اور پہلا اگر موجب ہے تو دوسرا بھی موجب ہی ہو، اور پہلا اگر سالبہ ہو تو دوسرا بھی سالبہ ہی ہو، اور اس دوسرے اُلٹے ہوئے قضیہ کو پہلے کا عکس مستوی کہتے ہیں۔ جیسے: ہر انسان <sup>۱</sup> جاندار ہے۔ اس کا عکس یہ نکلے گا کہ بعض جاندار انسان ہیں۔ یہ نہ نکلے گا کہ ہر جاندار انسان ہے۔ کیونکہ یہ غلط <sup>۲</sup> ہو جائیگا۔ اس واسطے موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ جزئیہ آتا ہے، <sup>۳</sup> اور سالبہ کلیہ کا عکس سالبہ کلیہ آئیگا۔ جیسے: کوئی انسان پتھر نہیں، اس کا عکس کوئی پتھر انسان نہیں آئے گا۔ اور

۱۔ کیونکہ انسان پہلا جز تھا اور جاندار دوسرا تھا جاندار کو پہلا کر دیا اور انسان کو دوسرا کر دیا، تب بعض جاندار انسان ہیں عکس نکلا اور پہلا قضیہ موجبہ ہے یہ دوسرا بھی موجبہ ہے اور پہلا سچا ہے تو یہ دوسرا بھی سچا ہے۔

۲۔ کیونکہ بہت سے جاندار ایسے ہیں جو انسان نہیں جیسے: گائے، بیل، بکری، گھوڑا، گدھا وغیرہ تو اس میں اصل قضیہ سچا تھا عکس سچا نہ رہا، اس لئے غلط ہو گیا۔ ۳۔ اور موجبہ جزئیہ کا عکس بھی موجبہ جزئیہ آتا ہے، جیسے بعض انسان جاندار ہیں اس کا عکس بھی بعض جاندار انسان ہیں آئے گا اور موجبہ کلیہ نہیں آئیگا۔

سالہ جزئیہ کا عکس ہر جگہ لازمی<sup>۱</sup> طور سے نہیں آتا۔<sup>۲</sup> دیکھو بعض جاندار انسان نہیں، سالہ جزئیہ ہے۔ اس کا عکس بعض انسان جاندار نہیں، اگر نکالیں تو صادق<sup>۳</sup> نہ ہوگا۔

### سوالات

مندرجہ ذیل قضایا کا عکس لکھیں:

- ۱۔ ہر انسان جسم ہے؟
- ۲۔ کوئی گدھا بے جان نہیں؟
- ۳۔ کوئی گھوڑا عقل نہیں ہے؟
- ۴۔ ہر حریص ذلیل ہے؟
- ۵۔ ہر قناعت کرنے والا عزیز ہے؟
- ۶۔ ہر نمازی سجدہ کرنے والا ہے؟
- ۷۔ ہر مسلمان خدا کو ایک جاننے والا ہے؟
- ۸۔ بعض مسلمان نماز نہیں پڑھتے؟
- ۹۔ بعض مسلمان روزہ رکھتے ہیں؟
- ۱۰۔ بعض مسلمان نمازی ہیں؟

تنبیہ: قضایا کی تمام بحثوں میں جو اصطلاحات منطقیہ لکھی گئی ہیں اور جنکی تعریف ہم نے پڑھی ہیں انکی فہرست لکھی جاتی ہے انکو زبانی یاد کر لو اور آپس میں ایک دوسرے سے پوچھو۔

### فہرست اصطلاحات منطقیہ مذکورہ

حجت، قضیہ، حملیہ، شرطیہ، موجبہ، سالہ، موضوع، محمول، مخصوصہ، طبعیہ، محصورہ، مہملہ، موجبہ کلیہ، موجبہ جزئیہ، سالہ کلیہ، سالہ جزئیہ، محصورات اربعہ، متصلہ، منفصلہ، متصلہ موجبہ، متصلہ سالہ، منفصلہ موجبہ، منفصلہ سالہ، مقدم، تالی، لزومیہ، اتفاقیہ، عنادیہ، منفصلہ اتفاقیہ، منفصلہ حقیقیہ، مانعۃ الجمع، مانعۃ الخلو، تناقض، نقیض، تقیضین، وحدات ثنائیہ، عکس مستوی۔

۱۔ اگر کبھی سچا نکل بھی آئے تو اس کا اعتبار نہیں۔ جیسے: بعض سفید جاندار نہیں کا عکس یہ کہ بعض جاندار سفید نہیں سچا ہے مگر اعتبار اس لئے نہیں کہ منطق کے قاعدے بھی کلی ہوتے ہیں لہذا اس عکس کا اعتبار ہوگا جو ہمیشہ آئے۔

۲۔ نہ سالہ جزئیہ جیسا کہ متن میں مذکور ہے اور نہ سالہ کلیہ کیونکہ جب سالہ جزئیہ ہر جگہ صادق نہیں آتا تو سالہ کلیہ ہر جگہ کیسے صادق آئے گا۔<sup>۳</sup> کیونکہ ہر انسان جاندار ہے اور ایسے ہی سالہ کلیہ کوئی انسان جاندار نہیں بھی جھوٹا ہے۔

## سبق ششم

## حجت کی قسمیں

حجت (جس کی تعریف تم پڑھ چکے ہو) کی تین قسمیں ہیں: قیاس، استقرار، تمثیل۔

قیاس: وہ قول ہے جو ایسے دو یا زیادہ قضیوں سے مل کر بنے کہ اگر ان قضیوں کو مان لیں تو ایک اور قضیہ کو بھی ماننا پڑے اور یہ قضیہ جس کو ماننا ضروری ہے نتیجہ قیاس کہلاتا ہے۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے، اور ہر جاندار جسم ہے۔ یہ دو قضیے ہیں، ان کو اگر تم مان لو تو ان کے ماننے سے تم کو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ ہر انسان جسم ہے اس میں یہ دو قضیے تو قیاس کہلائیں گے اور تیسرا قضیہ جس کا ماننا لازم ہے، نتیجہ کہلاتا ہے، خوب سمجھ لو۔ اور نتیجہ کے اندر جو موضوع ہے جیسے ”انسان“ کا نام اصغر رکھا جاتا ہے، اور محمول جیسے ”جسم“ ہے اکبر کہتے ہیں اور جو قضیہ قیاس کا جز بنے اس کو مقدمہ کہتے ہیں۔ جیسے: مثال مذکور میں ”ہر انسان جاندار ہے“ یہ ایک مقدمہ ہے اور ”ہر جاندار جسم ہے“ یہ دوسرا مقدمہ ہے۔ جس مقدمہ میں اصغر (نتیجہ کے موضوع) کا ذکر ہو اس کو صغریٰ کہتے ہیں اور جس مقدمہ میں اکبر (نتیجہ کے محمول) کا ذکر ہو اس کو کبریٰ کہتے ہیں۔ جیسے: مثال مذکور میں ”ہر انسان جاندار ہے“ صغریٰ ہے۔ اس لئے کہ اس میں اصغر یعنی ”انسان“ مذکور ہے ”اور جاندار جسم ہے“ کبریٰ ہے، اسلیے کہ اس میں اکبر یعنی جسم کا ذکر ہے، اور اصغر و اکبر کے سوا جو شے قیاس میں مکرر مذکور ہو، وہ حد اوسط کہلاتی ہے۔ مثال مذکور میں ”جاندار“ حد اوسط ہے اس لئے کہ یہ اصغر اور اکبر کے سوا ہے اور دو دفعہ اس کا ذکر آیا ہے۔ سہولت کے لئے نقشہ قیاس کا لکھا جاتا ہے، اس سے اصطلاحات کو خوب ذہن نشین کر لیا جائے۔

۱۔ چاہے وہ واقعی ہوں چاہے نہ ہوں، پس اگر ان کو مان لیں تو ایسا ہو۔

۲۔ یہ تو واقعی اور سچے قضیے تھے، اور جھوٹے قضیوں کو بھی مان لیں تو بھی لازم آئے۔ جیسے: ہر آدمی گدھا ہے، اور ہر گدھا پتھر ہے، اگر ان کو مان لیں تو یہ لازم آئے گا کہ ہر آدمی پتھر ہے۔



قیاس			
مقدمہ اول		مقدمہ دوم	
صغریٰ		کبریٰ	
اصغر	حد اوسط	حد اوسط	اکبر
ہر انسان	جاندار ہے	ہر جاندار	جسم ہے
نتیجہ			
		ہر انسان جسم ہے	

فائدہ: قیاس سے نتیجہ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ حد اوسط کو دونوں جگہ سے حذف کر دو، باقی جو رہے گا وہ نتیجہ ہوگا۔ نقشہ میں دیکھو کہ ”جاندار“ کو جو حد اوسط ہے، حذف کر دیں تو باقی ”ہر انسان جسم ہے“ رہ جائے گا، اور یہی نتیجہ ہے۔

اس کے بعد یہ سمجھو کہ حد اوسط کو اصغر اور اکبر کے پاس ہونے سے جو قیاس کی ہیئت حاصل ہوتی ہے اس کو شکل کہتے ہیں، اور شکلیں کل چار<sup>۱</sup> ہیں۔ اگر حد اوسط صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو تو اس کو شکل اول کہتے ہیں۔ مثال اس کی نقشہ مذکور میں ہے۔ اور حد اوسط صغریٰ اور کبریٰ دونوں میں محمول ہو تو وہ شکل ثانی ہے۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے اور کوئی پتھر جاندار نہیں۔ نتیجہ<sup>۲</sup> اس<sup>۳</sup> کا: کوئی انسان پتھر نہیں ہے۔ اور اگر حد اوسط صغریٰ و کبریٰ دونوں میں موضوع ہو تو اس کو شکل

۱۔ سہل طریقہ سے یہ سمجھیے کہ اگر دونوں میں محمول تو ثانی شکل، اور دونوں میں موضوع تو ثالث، اور اگر صغریٰ میں محمول اور کبریٰ میں موضوع ہو تو شکل اول اور پھر اس کا الٹا ہو تو رابع۔  
۲۔ ان مثالوں میں جو تم نتیجہ مختلف دیکھتے ہو شاید تم اس کی وجہ سوچنے میں حیران ہو تو سمجھ لو کہ اس کا قاعدہ آگے کی کتابوں میں پڑھو گے اس قاعدہ سے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ نتیجہ کہاں موجب کلیہ ہوتا ہے اور کہاں موجب جزئیہ اور کہاں سالبہ کلیہ اور کہاں سالبہ جزئیہ۔

۳۔ اکثر نتیجہ کم درجہ کا نکلتا ہے، یعنی صغریٰ و کبریٰ میں سے ایک موجب ایک سالبہ ہے تو نتیجہ سالبہ آئے گا اور ایک کلیہ اور ایک جزئیہ ہے تو جزئیہ آئے گا اور دونوں موجب موجب ہی اور دونوں کلیہ تو کلیہ ہی آئے گا اسی لئے پہلی شکل کی مثال کا نتیجہ موجب کلیہ دوسری کا سالبہ کلیہ تیسری اور چوتھی کا موجب جزئیہ ہے۔

ثالث کہتے ہیں۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے اور بعض انسان لکھنے والے ہیں۔ نتیجہ: بعض جاندار لکھنے والے ہیں۔ اور اگر حدِ اوسط صغریٰ میں موضوع اور کبریٰ میں محمول ہو تو وہ شکلِ رابع ہے۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے اور بعض لکھنے والے انسان ہیں۔ نتیجہ: بعض جاندار لکھنے والے ہیں۔

### سوالات

ذیل میں چند قیاس لکھے جاتے ہیں، ان میں اصغر و اکبر و حدِ اوسط و صغریٰ و کبریٰ کو شناخت کرو اور نتائج بھی بیان کرو۔

- (۱) ہر انسان ناطق ہے اور ہر ناطق جسم ہے؟
- (۲) ہر انسان جاندار ہے اور کوئی جاندار پتھر نہیں؟
- (۳) بعض جاندار گھوڑے ہیں اور ہر گھوڑا ہنہانے والا ہے؟
- (۴) بعض مسلمان نمازی ہیں اور ہر نمازی اللہ کا پیارا ہے؟
- (۵) بعض مسلمان ڈاڑھی منڈانے والے ہیں اور کوئی ڈاڑھی منڈانے والا اللہ کو نہیں بھاتا؟
- (۶) ہر نمازی سجدہ کر نیوالا ہے اور ہر سجدہ کرنے والا اللہ کا مطیع<sup>۱</sup> ہے؟

### سبق ہفتم

### قیاس کی قسمیں

قیاس کی دو قسمیں<sup>۲</sup> ہیں: قیاس<sup>۳</sup> استثنائی، قیاس اقترائی۔

۱۔ فرمانبردار۔ ۲۔ قیاس میں نتیجہ کا بیان ہونا تو ضروری ہے چاہے پورا کا پورا ایک جگہ ہو اور چاہے جز، جزر آیا ہو اور چاہے اس کے کسی جزر کی نفیض کی صورت میں اور یہ اس لئے تاکہ وہ انہی صغریٰ و کبریٰ سے لازم بھی آجائے اب اگر پورا کا پورا یا نفیض کی صورت میں مذکور ہو تو وہ قیاس استثنائی ہے اور اگر جزر، جزر ہو کر بیان ہو تو اقترائی ہے۔

۳۔ اس میں متبدعین کیلئے ضروری ہے کہ دوسرے عنوان سے اس کی حقیقت سمجھائی جائے پھر متن کے عنوان کو اس پر منطبق کر دیا جائے۔ تو سنو! قیاس استثنائی وہ ہے، جو ایسے دو قضیوں سے مرکب ہو جن میں پہلا شرطیہ ہو، (بقیہ صفحہ: ۴۲)

(بقیہ صفحہ: ۴۱) خواہ متصل ہو یا منفصلہ، پھر منفصلہ میں خواہ حقیقیہ ہو یا مانتہ الجمع ہو یا مانتہ اخلو، اور دوسرا قضیہ حملیہ ہو اور لیکن سے شروع ہوا اور اس کا مضمون یہ ہو کہ اس میں مقدم کا یا تالی کا اثبات ہو یا مقدم یا تالی کی نفی ہو پس یہ استثنائی کی حقیقت ہے۔ آگے نتیجہ میں تفصیل ہے اگر پہلا قضیہ متصل ہو تو اس دوسرے قضیہ میں یا تو مقدم کا اثبات ہوتا ہے اور یا تالی کی نفی۔ اگر اس دوسرے قضیہ میں مقدم کا اثبات ہے تو نتیجہ تالی کا اثبات ہے اور اگر اس دوسرے قضیہ میں تالی کی نفی ہے تو نتیجہ مقدم کی نفی ہے۔ جیسے: یوں کہیں کہ جب سورج نکلے گا دن موجود ہوگا پہلا قضیہ ہے اور شرطیہ متصل ہے پھر کہیں کہ: لیکن سورج نکلا ہوا ہے یہ دوسرا قضیہ ہے اور حملیہ ہے اور لیکن سے شروع ہوا ہے اور مضمون اس کا یہ ہے کہ اس میں مقدم کا اثبات ہے تو نتیجہ تالی کا اثبات نکلے گا۔ یعنی نتیجہ یہ ہوگا کہ: دن موجود ہے اس کا نام آگے کی آسانی کیلئے مثال اول بیان کرتا ہوں اس کو یاد رکھیں۔ اور اگر پہلا قضیہ وہی اوپر والا ہے (شرطیہ متصلہ ہے) یعنی جب سورج نکلے گا دن موجود ہوگا اور دوسرا قضیہ یہ کہیں کہ لیکن دن موجود نہیں اس کا مضمون یہ ہے کہ اس میں تالی کی نفی کی گئی ہے تو نتیجہ مقدم کی نفی نکلے گا یعنی نتیجہ یہ ہوگا کہ سورج نکلا ہوا نہیں ہے۔ اس کا نام مثال ثانی رکھتا ہوں۔ اس عنوان سے استثنائی کی حقیقت خوب سمجھ گئے ہوں گے۔ کتاب کے متن میں یہی دو مثالیں مذکور ہیں۔ اب کتاب کی تعریف کو منطبق کرتا ہوں یہ تو تم کو معلوم ہو گیا کہ مثال اول میں نتیجہ یہ ہے کہ دن موجود ہے اب دیکھو کہ یہی نتیجہ اس مثال کے قیاس میں مذکور ہے۔ کیونکہ یہ قضیہ اول کی تالی ہے قضیہ میں مذکور ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح اسے سمجھو کہ مثال ثانی میں نتیجہ یہ ہے کہ سورج نکلا ہوا نہیں ہے اب دیکھو کہ اس نتیجہ کی نفیض اس مثال کے قیاس میں مذکور ہے کیونکہ قضیہ اول کا مقدم یہ ہے کہ سورج نکلے گا اور نتیجہ اس کی نفیض ہے (گو روابط بدلے ہوئے ہوں) پس مثال اول میں یہ بات صادق آئی اور اس قیاس میں خود نتیجہ مذکور ہے اور مثال ثانی میں یہ بات صادق آئی کہ اس قیاس میں نتیجہ کی نفیض مذکور ہے پس کتاب میں دوسری کتابوں میں بھی اسی طرح تعریف کر دی گئی کہ قیاس استثنائی وہ ہے جس میں نتیجہ یا نفیض نتیجہ مذکور ہوا اور مراد یہ ہے کہ نتیجہ یا نفیض نتیجہ پہلے مبتدی اس میں چکراتا ہے کوئی تو نہ سمجھنے سے اور کوئی اس وجہ سے کہ تعریف کا سمجھنا موقوف ہے اس پر کہ اول نتیجہ اس قیاس کا معلوم ہوا اور نتیجہ جاننا اس پر موقوف ہے کہ اول اس قیاس کی حقیقت معلوم ہوتا کہ قیاس استثنائی کے نتیجہ نکالنے کے جو قاعدے ہیں ان قاعدوں کے موافق نتیجہ نکال سکے۔ میری توضیح کے بعد اول آسانی سے حقیقت استثنائی کی سمجھ میں آگئی اور کتابوں میں جو تعریف مذکور ہے وہ بھی آسانی سے اس پر منطبق ہوگئی۔ اور جو قیاس ایسا نہ ہوا فترانی ہے۔ جیسے: ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار جسم ہے اور نتیجہ یہ کہ ہر انسان جسم ہے۔ دیکھو: اس قیاس میں نہ بعینہ نتیجہ مذکور ہے یعنی ہر انسان جسم ہے اور نہ اس کی نفیض مذکور ہے یعنی بعض انسان جسم نہیں۔ سمجھانے کیلئے تو اتنا ہی کافی تھا مگر آگے چل کر کارآمد ہونے کیلئے جس قیاس استثنائی کا پہلا قضیہ منفصلہ ہوا اسکے نتائج کی تفصیل بھی بیان کر دیتا ہوں۔ وہ اس طرح ہے کہ دیکھنا چاہیے (بقیہ صفحہ: ۴۳)

قیاس استثنائی: وہ قیاس ہے جو دو قضیوں سے مرکب ہو اور پہلا قضیہ شرطیہ ہو اور ان دونوں کے

(نقیہ صفحہ: ۴۲) کہ وہ قضیہ منفصلہ حقیقیہ ہے یا مانعہ الجمع یا مانعہ الخلو، اگر منفصلہ حقیقیہ ہے تو دوسرے قضیہ میں اگر مقدم کا اثبات کیا گیا ہے تو نتیجہ تالی کی نفی ہے اور اگر تالی کا اثبات کیا گیا تو نتیجہ مقدم کی نفی ہے اور اگر دوسرے قضیہ میں مقدم کی نفی کی گئی ہے تو نتیجہ تالی کا اثبات ہے۔ اور اگر تالی کی نفی کی گئی ہے تو نتیجہ مقدم کا اثبات ہے۔

یہ چار صورتیں ہوں گی: پہلی صورت کی مثال عدد یا زوج ہے یا فرد لیکن یہ عدد زوج ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ فرد نہیں۔ (اس کا نام سلسلہ سابقہ سے مثال سوم رکھتا ہوں) دوسری صورت کی مثال عدد زوج ہے یا فرد لیکن یہ عدد فرد ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ زوج نہیں۔ (اس کا نام مثال چہارم رکھتا ہوں)۔ تیسری صورت کی مثال عدد زوج ہے یا فرد لیکن یہ عدد زوج نہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ فرد ہے۔ (اس کا نام مثال پنجم رکھتا ہوں)۔

چوتھی صورت کی مثال عدد زوج ہے یا فرد لیکن فرد نہیں نتیجہ یہ ہوگا کہ زوج ہوگا (اس کا نام مثال ششم رکھتا ہوں)۔ یہ منفصلہ حقیقیہ کا بیان ہو گیا اور اگر پہلا قضیہ مانعہ الجمع ہے تو دوسرے قضیہ میں اگر مقدم کا اثبات ہے تو نتیجہ تالی کی نفی ہے اور اگر تالی کا اثبات ہے تو نتیجہ مقدم کی نفی ہے۔ یہ دو صورتیں ہوں گی پہلی صورت کی مثال: شے حجر ہے یا شجر لیکن یہ شے حجر ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ شجر نہیں (اس کا نام مثال ہفتم رکھتا ہوں) دوسری صورت کی مثال: شے یا حجر ہے یا شجر لیکن یہ شے شجر ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ حجر نہیں۔ (اس کا نام مثال ہشتم رکھتا ہوں) اور اس میں یہی دو صورتیں نتیجہ دیتی ہیں۔ اور مقدم کی نفی اور تالی کی نفی نتیجہ نہیں دیتی کیونکہ حجر نہ ہونے سے شجر ہونا یا شجر نہ ہونا یا شجر نہ ہونے سے حجر ہونا یا نہ ہونا لازم نہیں اور اگر پہلا قضیہ مانعہ الخلو ہے تو اس کے نتائج بالکل مانعہ الخلو کے عکس ہیں یعنی دوسرے قضیہ میں اگر مقدم کی نفی ہے تو نتیجہ تالی کا اثبات ہے اور اگر تالی کی نفی ہے تو نتیجہ مقدم کا اثبات ہے۔ یہ دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت کی مثال: شے یا حجر ہے یا حجر ہے لیکن یہ شے لا شجر نہیں ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ لا شجر ہے (اس کا نام مثال نہم رکھتا ہوں)۔ دوسری صورت کی مثال: شے یا حجر ہے یا لا شجر لیکن یہ شے لا شجر نہیں ہے نتیجہ یہ ہوگا کہ لا حجر ہے (نام اس کا مثال دہم رکھتا ہوں) اور اس میں بھی مثل مانعہ الجمع کے یہی دو صورتیں نتیجہ دیتی ہیں اور مقدم کا اثبات اور تالی کا اثبات نتیجہ نہیں دیتا کیونکہ لا حجر ہونے سے لا شجر کا ہونا یا نہ ہونا یا لا شجر ہونے سے لا حجر کا ہونا یا نہ ہونا لازم نہیں یہ سب منفصلہ کا بیان ہو گیا۔ اور یہ سب دس کی دس مثالیں قیاس استثنائی کی ہوں ان میں سے اول کی دو مثالوں میں تو نتیجہ یا نفیض نتیجہ کا قیاس میں مذکور ہونا پہلے بیان ہو چکا تھا اب آخر کی آٹھ مثالوں کو بھی دیکھ لو کہ ان میں بھی یہی بات ہے چنانچہ مثال سوم و چہارم و ہفتم و ہشتم میں نفیض نتیجہ قیاس میں مذکور ہے اور مثال پنجم و ششم و نہم و دہم میں نتیجہ مذکور ہے ایک ایک کو ملا کر دیکھ لو۔

درمیان لفظ لیکن آئے اور خود نتیجہ یا نتیجہ کی نفیض اس قیاس میں مذکور ہو۔ جیسے: جب سورج نکلے گا دن موجود ہوگا لیکن سورج موجود ہے پس دن موجود ہے۔ دیکھو: اس قیاس میں نتیجہ بعینہ مذکور ہے۔ جیسے: جب سورج نکلے گا دن موجود ہوگا لیکن دن موجود نہیں ہے پس سورج نہیں ہے۔ دیکھو: اس قیاس میں نتیجہ کی نفیض یعنی سورج نکلے گا مذکور ہے۔

قیاس اقترانی: وہ ہے جس میں حرف لیکن مذکور نہ ہو اور نتیجہ یا نفیض نتیجہ بعینہ مذکور نہ ہو۔<sup>۱</sup> جیسے: ہر انسان جاندار ہے اور ہر جاندار جسم ہے، پس ہر انسان جسم ہے۔ دیکھو: اس میں نتیجہ کے اجزا ”انسان“ و ”جسم“ الگ الگ تو قیاس میں مذکور ہیں مگر نتیجہ بعینہ یا اس کی نفیض مذکور نہیں ہے۔ اور نہ اس میں حرف لیکن ہے۔

## سبق ہشتم

### استقراء اور تمثیل کا بیان

کسی کلی کی جزئیات میں ہماری جستجو کے موافق ہر ہر جزئی میں جب کوئی خاص بات<sup>۱</sup> ہم کو ملے پھر اس خاص بات کا حکم ہم اس کلی کے تمام افراد پر کر دیں، تو یہ استقراء کہلاتا ہے اگرچہ کوئی جزئی

۱۔ بعینہ نتیجہ کے مذکور ہونے کے یہ معنی ہیں کہ نتیجہ کے موضوع و محمول جس ترتیب سے نتیجہ میں ہیں اسی ترتیب سے قیاس میں بلا فصل موجود ہوں چاہے نسبت کسی صورت کی ہو۔ جیسے: یہاں دن موجود ہے (نتیجہ صغریٰ میں تالی بن کردن موجود ہوگا) کی صورت میں ہے اور دوسری مثال میں سورج موجود نہیں ہے نتیجہ اس کی نفیض (سورج موجود ہے صغریٰ میں ”سورج نکلے گا“) کی صورت سے بیان ہے۔ ۲۔ نہ صغریٰ میں نہ کبریٰ میں اور بعینہ نہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ نتیجہ کے موضوع و محمول اس ترتیب سے جس ترتیب سے اس میں موجود ہیں نہ ہوں یعنی قریب قریب کہ اس کے موضوع کا محمول وہی نتیجہ والا محمول اور اس کے محمول کا موضوع وہی نتیجہ والا موضوع نہ ہو مگر نتیجہ کے موضوع و محمول دونوں الگ الگ ہو کر ہوں ضرور اول صغریٰ میں دوسرا کبریٰ میں۔ ۳۔ چنانچہ صغریٰ یعنی انسان تو صغریٰ میں موضوع ہے اور اس کا محمول نتیجہ والا محمول نہیں بلکہ حد واسطہ ہے اور اکبر یعنی جسم کبریٰ میں محمول ہے اور اس کا موضوع نتیجہ والا موضوع نہیں بلکہ حد واسطہ ہے۔ ۴۔ کوئی حکم۔

ایسی بھی ہونا ممکن ہو کہ اس میں وہ خاص بات نہ ہو۔ جیسے: ”دہلی کا رہنے والا“ ایک کلی ہے اس کی جزئیات وہ ہیں جو دہلی میں آدمی رہتے ہیں۔ ان میں ہم نے اپنی جستجو کے مطابق دیکھا کہ ہر ایک میں عقل ہے۔ اس کے بعد سے حکم عقلمند ہونے کا اس کلی کے تمام افراد پر کر دیا اور یہ کہا کہ دہلی کے سب رہنے والے عاقل ہیں۔<sup>۱</sup> استقراء یقین کا فائدہ نہیں دیتا اس لئے کہ ممکن ہے کہ کوئی آدمی دہلی کا رہنے والا ایسا بھی ہو کہ تمہاری تلاش میں نہ آیا ہو اور اس میں عقل نہ ہو یا کسی جزئی خاص میں ہم نے کوئی بات دیکھی پھر ہم نے اس بات کی علت تلاش کی یعنی یہ سوچا کہ یہ بات اس شے خاص میں کیوں ہے؟ اور سوچنے سے تم کو اس کی وجہ علت مل گئی پھر وہی علت ایک دوسری شے میں ہم کو ملی تو اس میں بھی ہم نے اس بات کو ثابت کر دیا اس کو تمثیل کہتے ہیں جیسے: شراب کے اندر ہم نے دیکھا کہ یہ حرام ہے تو ہم نے اس کے حرام ہونے کی وجہ سوچی۔ تلاش کرنے سے پتہ چلا کہ اس کی وجہ نشہ ہے۔ پھر یہی نشہ ہم نے دیکھا کہ بھنگ میں بھی ہے۔ تو وہی بات یعنی حرام ہونے کا حکم ہم نے اس پر بھی لگا دیا۔ اب یہاں چار چیزیں ہوئیں۔ ایک وہ شے جس کے اندر اصل میں وہ بات ہے اس شے کو اصل اور مقیس علیہ کہتے ہیں۔ دوسری وہ بات جو اصل کے اندر موجود ہے وہ حکم کہلاتا ہے۔ تیسری اس کی وجہ جو ہم نے تلاش کر کے نکالی ہے وہ علت کہلاتی ہے۔ چوتھی شے وہ جس کے اندر ہم نے علت دیکھی اور حکم اس میں بھی جاری کیا اس کا نام مقیس اور فرع ہے۔ (نقشہ ذیل سے خوب سمجھ لو:)

مقیس علیہ یا اصل	حکم	علت	مقیس یا فرع
شراب	حرام ہونا	نشہ	بھنگ

۱۔ تو اسے استقراء کہیں گے۔ ۲۔ کوئی حکم۔

۳۔ وہ وجہ جس پر اس حکم ہونے کا مدار ہو اور جس کی وجہ سے یہ حکم ہو رہا ہو۔

تمثیل سے بھی یقین کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ جو مقیس علیہ کی علت ہم نے نکالی ہے ممکن<sup>۱</sup> ہے وہ اس حکم کی علت<sup>۲</sup> نہ ہو۔

## سبق نہم

### دلیل الٰہی اور دلیل انی

جاننا چاہیے کہ نتیجہ کا علم ہم کو قیاس کے دو قضیوں<sup>۳</sup> کے ماننے<sup>۴</sup> سے جو ہوتا ہے یہ حدِ اوسط کی وجہ سے ہوتا ہے۔ دیکھو: ہر انسان جاندار ہے، ہر جاندار جسم والا ہے۔ ان دونوں مقدموں سے ہم کو یہ علم ہوا کہ جسم ہر انسان کیلئے ثابت ہے۔ یہ حدِ اوسط یعنی جاندار کی وجہ<sup>۵</sup> سے ہوا۔ ورنہ قیاس میں اس کے سوا کوئی اور شے ایسی نہیں جس کی وجہ سے ہم کو یہ علم ہو۔

پس معلوم ہوا کہ اکبر (محمول نتیجہ) کا جو اصغر (نتیجہ کے موضوع) کیلئے ثابت ہونا ہم کو معلوم ہوا اس علم کی علت حدِ اوسط ہے۔ پھر جیسے حدِ اوسط ہمارے اس علم کی علت ہے اگر حقیقت میں بھی اکبر کے اصغر کیلئے ثابت ہو سکی علت یہی ہو تو یہ دلیل الٰہی ہے۔ جیسے: زمین دھوپ والی ہو رہی ہے اور ہر دھوپ والی شے روشن ہوتی ہے پس زمین روشن ہے۔ دیکھو: اس مثال میں جیسے دھوپ والی

۱۔ مثلاً کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ غاصب (زبردستی چھین لینے والا) کا بھی ہاتھ کاٹا جائے کیونکہ چور کا ہاتھ کاٹا جانا سب مانتے ہیں اور علت اس کی غیر کامل بدون رضامندی لینا ہے اور یہ بات غصب میں بھی پائی جاتی ہے تو اس کا حکم بھی یہی (ہاتھ کاٹنا) ہونا چاہیے۔ تو دوسرا شخص اس کو جواب دے گا کہ جو علت مقیس علیہ کی آپ نے نکالی ہے ہم نہیں مانتے کہ وہ اس کی علت ہے۔ بلکہ اس کی علت دوسرے کامل بدون رضامندی کے خفیہ طور پر لینا ہے اور یہ بات غصب میں نہیں پائی جاتی (کیونکہ وہاں تو مکمل کھلا لیا جاتا ہے)۔ اس لئے غصب میں وہ حکم ہاتھ کاٹنے کا بھی ثابت نہ ہوگا۔

۲۔ ایسی علت نہ ہو کہ جس پر حکم کا مدار ہو۔ ۳۔ صغریٰ و کبریٰ۔

۴۔ یعنی چاہے وہ حقیقت میں بھی ہوں چاہے نہ بھی ہوں۔ ۵۔ کیونکہ جسم ہونا جاندار کے واسطے ثابت ہوا اور پھر چونکہ انسان بھی جاندار ہے اور جاندار اس کے واسطے ثابت ہو چکا ہے اس لئے جسم اس کیلئے بھی ثابت ہوا، غرض انسان کیلئے جو جسم ہونا ثابت ہوا تو جاندار ہونے کی وجہ سے ہی ثابت ہوا۔

ہونے سے ہم کو زمین کے روشن ہونیکا علم ہوا اسی طرح حقیقت میں بھی دھوپ والی ہونا روشن ہونیکی علت<sup>۱</sup> ہے۔ اور اگر حدِ اوسط صرف ہمارے علم ہی کی علت ہو اور حقیقت میں نہ ہو تو دلیل<sup>۲</sup> انی ہے۔ جیسے: یوں کہیں زمین روشن ہے اور ہر روشن شے دھوپ والی ہے پس زمین دھوپ والی ہے۔ دیکھو: اس مثال میں زمین کی روشنی سے ہم کو اس کے دھوپ والی ہونے کا علم ہوا ہے اور حقیقت میں دھوپ والی ہونے کی علت روشنی نہیں ہے بلکہ برعکس<sup>۳</sup> ہے۔

## سبق دہم

### مادہ قیاس کا بیان

جاننا چاہیے کہ ہر قیاس کی ایک صورت<sup>۴</sup> ہے اور ایک مادہ<sup>۵</sup>۔ صورت قیاس کی تو اس کی وہ ہیئت ہے جو اسکے مقدمات<sup>۶</sup> کے ترتیب دینے سے اور حدِ اوسط کے ملانے سے اس کو حاصل ہوتی ہے۔<sup>۷</sup> اور مادہ قیاس وہ مضامین<sup>۸</sup> اور معانی<sup>۹</sup> ہیں جو مقدمات<sup>۱۰</sup> قیاس کے ہیں یعنی یہ مقدمات

۱۔ کیونکہ دھوپ کی وجہ سے روشنی ہوتی ہے روشنی کی وجہ سے دھوپ نہیں ہوتی۔ ۲۔ اور دلیل لمی سے کسی مطلوب کا ثابت کرنا تعلیل کہلاتا ہے اور دلیل انی سے کسی مطلوب کا ثابت کرنا استدلال کہلاتا ہے۔ اب میں آسان کر کے سمجھاتا ہوں کہ دلیل لمی کا خلاصہ کسی حکم کا اس کی علت واقعہ سے ثابت کرنا ہے اور دلیل انی کا حاصل کسی حکم کا اسکی علامت سے ثابت کرنا ہے مثال: متن سے زیادہ واضح اور آسان مثال سمجھو: آگ علت ہے دھوئیں کی اور دھواں علامت ہے۔ اگر تم نے آگ بجھنی میں جلتی دیکھی جس کا دھواں نل کے ذریعے سے اوپر سے نکل رہا ہے اور تم نے دھواں نہیں دیکھا اور یوں کہا کہ آگ موجود ہے اور جب آگ موجود ہوگی، دھواں موجود ہوگا پس یہاں بھی دھواں موجود ہے یہ دلیل لمی ہے اور اگر تم نے نل کے سرے سے دھواں نکلتا ہوا دیکھا اور آگ نہیں دیکھی اور یوں کہا کہ دھواں موجود ہے اور جب دھواں موجود ہوگا، آگ بھی موجود ہوگی پس یہاں بھی آگ موجود ہے یہ دلیل انی ہے۔ ۳۔ موجودہ ہیئت۔

۴۔ جس سے کوئی چیز بن سکے یعنی اجزا۔ ۵۔ صغریٰ کے پہلے اور کبریٰ کے بعد میں ہونے اور حدِ اوسط محمول و موضوع ہونے کے جس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ ۶۔ جبکہ بیان سبق ششم صفحہ ۳۹ میں ہو چکا ہے۔

۷۔ الفاظ نہیں کیونکہ مقصود معانی ہی ہیں اور کبھی کبھی مجازی معنی سے الفاظ کو بھی کہہ دیتے ہیں۔ ۸۔ صغریٰ و کبریٰ۔



۱۔ یقینی ہیں یا ظنی وغیرہ ہیں۔

پس قیاس کی باعتبار مادہ کے پانچ قسمیں ہیں اور ان کو صناعات خمس کہتے ہیں:  
قیاس برہانی، قیاس جدلی، قیاس خطابی، قیاس شعری، قیاس سفسطی۔

برہان: وہ قیاس ہے جو مقدمات یقینیہ سے مرکب ہو خواہ وہ مقدمات بدیہی ہوں یا نظری جیسے: محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ہر اللہ کا رسول واجب الطاعت ہے۔ پس محمد ﷺ واجب الطاعت<sup>۲</sup> ہیں۔

بدیہیات کی چھ قسمیں ہیں:

اولیات، فطریات، حدسیات، مشاہدات، تجربات، متواترات۔

اولیات: وہ قضیے ہیں کہ موضوع و محمول کے صرف ذہن میں آنے سے عقل ان کو تسلیم کر لے  
دلیل کی بالکل ضرورت نہ ہو۔ جیسے: کل اپنے جز سے بڑا ہوتا ہے۔

فطریات: وہ قضیے ہیں کہ جب وہ ذہن میں آئیں تو ان کی دلیل ذہن سے غائب نہیں ہوتی  
جیسے: چار جفت ہے اور تین طاق ہے۔ دیکھو: اس قضیہ میں چار کے جفت ہونے کی دلیل اس کے  
ساتھ ہی ذہن میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اسکے دو برابر حصے ہوتے ہیں۔

حدسیات: وہ قضیے ہیں کہ ان کی دلیلوں کی طرف<sup>۳</sup> ذہن جائے لیکن صغریٰ و کبریٰ کی ترتیب دینے

۱۔ ہمارے ذہن میں اگر کسی بات کا واقع کے موافق ہونا نہ ہونا برابر ہو تو یہ شک ہے اور اگر ایک زیادہ اور ایک کم ہو تو زیادہ  
بات ظن اور کم وہم اور اگر واقعہ کے موافق ہونا یا نہ ہونا ایک ہی بات ذہن میں ہو، دوسرے کا خیال بھی نہ ہو تو یہ یقین ہے۔  
چونکہ قیاس کے مقدمے تصدیق ہیں اور شک اور وہم تصدیق نہیں ہے جیسا کہ تصدیق کی تعریف کے حاشیہ میں اس کا  
اشارہ ہوا ہے، اس لئے یہاں شک کی اور وہمی کو بیان نہیں کیا جاتا۔ ۲۔ فرمانبرواری یہ صغریٰ اور کبریٰ دونوں یقینی ہیں

۳۔ توضیح اس کی یہ ہے کہ مطلوب جو دلیل سے حاصل ہوتا ہے اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ کبھی تو سوچنے سے دلیل ذہن  
میں آتی ہے اور اس سوچنے کی صورت اس طرح ہے کہ اس میں ذہن ایک بار تو دلیل ڈھونڈنے کیلئے چلتا ہے اور جب اس  
کو کچھ دلیل مل جاتی ہے تو اس دلیل کو درست اور مرتب کرتا ہے، یعنی اول مطلوب مجمل ذہن میں آیا، (بقیہ صفحہ ۴۹)

کی ضرورت نہ پڑے۔ جیسے: کسی مفتی کامل سے پوچھا کہ چوہا کنویں میں گر پڑا، کتنے ڈول نکالیں؟ اور وہ فوراً جواب دے کہ تیس ڈول نکالنا واجب ہے۔ تو یہ قضیہ کہ تیس ڈول نکالنا واجب ہے حدی ہے کہ اس مفتی کا ذہن دلیل کی طرف گیا لیکن صغریٰ و کبریٰ ملانے کی ضرورت نہیں پڑی۔

مشاہدات: وہ قضایا ہیں کہ جن میں حکم حواس ظاہری<sup>۱</sup> یا باطنی<sup>۲</sup> کے ذریعہ سے کیا جائے۔ جیسے: سورج روشن ہے۔ آنکھ کے ذریعہ سے اس میں حکم روشن ہو نیکا کیا گیا ہے اور جیسے ہم کو بھوک یا پیاس لگتی ہے اس میں باطنی حواس کے ذریعہ سے حکم کیا گیا ہے۔

تجربیات: وہ قضیے ہیں کہ کئی مرتبہ ایک بات مشاہدہ کر کے عقل اس میں حکم کرے۔ جیسے: گل بنفشہ کو تم نے کئی مرتبہ دیکھا کہ زکام میں فائدہ کرتا ہے۔ تو کلی حکم کر دیا کہ گل بنفشہ زکام کیلئے فائدہ مند ہے۔

متواترات: وہ قضیے ہیں کہ ان کے یقینی ہونے کا حکم ایسی جماعت کے کہنے اور متفرق<sup>۳</sup> خبروں سے کیا گیا ہو کہ ان سب خبروں کو جھوٹ نہ کہہ سکتے ہوں۔ جیسے یہ قضیہ: کلکتہ ایک بڑا شہر ہے اس کا یقینی ہونا ہم کو ایسی خبروں سے معلوم ہے کہ ان خبروں کو ہم جھوٹ نہیں کہہ سکتے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ: ۴۸) پھر اس سے دلیل کی طرف ذہن کو حرکت ہوئی پھر دلیل کو درست کر کے اس دلیل سے مطلوب کی طرف جانے کی ایک حرکت ہوئی اور یہ دونوں حرکتیں آہستہ آہستہ ہوتی ہیں اس کا نام نگر ہے۔ اور کبھی حصول تو ہوا دلیل سے مگر اس دلیل میں سوچنے کی ضرورت نہیں ہوئی فوراً دلیل بھی ذہن میں آگئی اور اس دلیل سے مطلوب بھی فوراً ذہن میں آگیا پس انتقال تو ذہن کو یہاں بھی دوبارہ ہوا (کما صرح بہ المحقق الطوسی فی شرح الإشارات کذا فی المرات) جیسا کہ محقق طوسی نے اپنی کتاب شرح الإشارات میں اس کی صراحت کی ہے اسی طرح المرات میں بھی ہے۔

مگر دفعتاً ہوا اس کو حدس کہتے ہیں۔ جیسے: بعض ذہین ترین افراد باریک باتوں کو فوراً عقل سے سمجھ جاتے ہیں۔ پس حدس میں مطلوب دلیل عقلی ہی سے ثابت ہوتا ہے اس لئے نقل اس کی مثال میں تسامح ہے یہ مسئلہ خطابیات سے ہے۔

۱۔ اول کو حسیات دوسرے کو وجدانیات کہتے ہیں۔ ۲۔ حواس ظاہرہ و باطنہ میں سے کسی ایک سے محسوس کر کے۔

۳۔ یعنی اس تعداد میں ہوں کہ سب کا جھوٹا ہونا عقل کے نزدیک محال ہو۔

قیاس جدلی: وہ قیاس ہے جو مقدمات مشہورہ یا کسی فریق کے مانے ہوئے مقدمات سے بنا ہوا خواہ وہ صحیح ہوں یا غلط۔ جیسے: ہندوؤں کا قول ہے کہ جاندار کا ذبح کرنا برا ہے اور ہر برا کام واجب الترتک ہے پس جاندار کا ذبح کرنا واجب الترتک ہے۔

قیاس خطابی: وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو کہ ان سے غالب گمان صحیح ہونے کا ہو۔ جیسے: زراعت نفع کی شے ہے اور ہر نفع کی شے اپنانے کے قابل ہے پس زراعت اپنانے کے قابل ہے۔

قیاس شعری: وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جن کا منشا خیال محض ہو خواہ واقع میں صادق ہوں یا کاذب۔ جیسے: زید چاند ہے اور ہر چاند روشن ہے پس زید روشن ہے۔

قیاس سفسطی: وہ قیاس ہے جو ایسے مقدمات سے مرکب ہو جو محض وہی اور جھوٹے ہیں۔ جیسے: ہر موجود شے اشارہ کے قابل ہے اور جو اشارہ کے قابل ہے جسم والا ہے پس ہر موجود جسم والا ہے۔ یا جیسے گھوڑے کی تصویر کی نسبت کہیں یہ گھوڑا ہے اور ہر گھوڑا ہنہانے والا ہے پس یہ بھی ہنہانے والا ہے۔ معتبران میں سے برہان<sup>۱</sup> ہے۔ (فقط)

### فہرست سابقہ اصطلاحات<sup>۲</sup> واجب الحفظ

قیاس، اقترانی، استثنائی، اصغر، اکبر، مقدمہ، صغریٰ، کبریٰ،

۱ یعنی مفید یقین کو برہان ہے اور بقیہ بعض مفید ظن کو ہیں اور بعض نہ یقین کو مفید نہ ظن کو۔ قد تمت الحواشی علی تیسیر المنطق المسماة تیسیر المنطق فی الرابع عشر من جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ محمد اشرف علی تھانویؒ۔

۲ ان سب اصطلاحوں کو ایک دوسرے سے پوچھ کر خوب یاد کر لینا چاہیے۔ ان کے یاد کر لینے سے منطق کی حقیقت سمجھ میں آ جائیگی۔ جمیل احمد تھانوی صبح ۱۱ صفر، ۱۳۵۱ھ و کان الشروع فی صبح ۱۰ صفر، مع شغل الدرس فی مدرسة مظاہر العلوم سہارنپور، فیارب و فتنی لرضاک!

حدِ اوسط، شکل اول، شکل ثانی، شکل ثالث، شکل رابع، استقرا، تمثیل، دلیل لُحْمی، دلیل اُنّی، برہان، اولیات، فطریات، حدیثات، مشاہدات، تجزیات، متواترات، قیاس جدلی، قیاس خطابی، قیاس شعری، قیاس سفسطی۔

تصورات کی بحث کے ختم پر (۵۴) الفاظِ مصطلحہ اور قضایا کی بحث کے خاتمہ پر (۳۷) اور آخر رسالہ میں (۲۸) اصطلاحیں یہ کل (۱۱۹) اصطلاحات ہو گئیں، ان کو حفظ کر لو۔

ان شاء اللہ منطق کی کتابیں آسان ہو جائیں گی۔

واللہ الموفق وهو یهدی السبیل

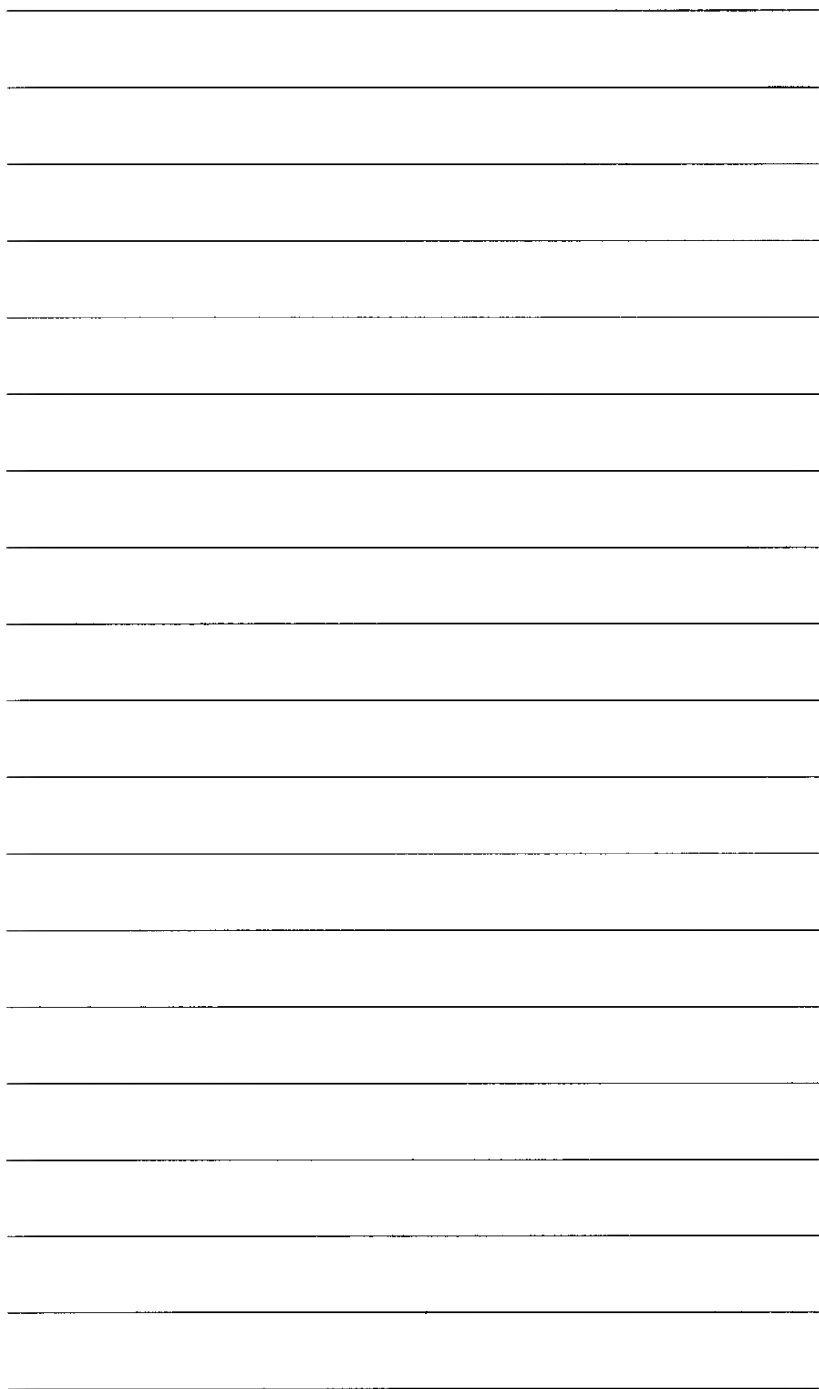
احقر

محمد عبداللہ

(بقیہ صفحہ: ۱۷) توضیح: حقیقت اور ماہیت کی ایک تعریف اس قول کی بنا پر کہ جس میں حقیقت اور ماہیت کو مترادف کہا گیا ہے، ورنہ ماہیت اس چیز کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے افراد کی ایک بڑی تعداد ایک لفظ کے تحت داخل ہو جاتی ہے اور وہ چیز جس کی وجہ سے یہ افراد ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اُسے حقیقت کہا جاتا ہے۔



[illegible]



## من منشورات مكتبة البشري الكتب العربية

### كتب تحت الطباعة

(منطبع قريباً بعون الله تعالى)

(ملونة، مجلدة)

عوامل النحو	المقامات للحريزي
الموطأ للإمام مالك	التفسير للبيضاوي
قطبي	الموطأ للإمام محمد
ديوان الحماسة	المسند للإمام الأعظم
الجامع للترمذي	تلخيص المفتاح
الهدية السعيدية	المعلقات السبع
شرح الجامي	ديوان المتنبي
	التوضيح والتلويع

☆ ☆ ☆

### Books In Other Languages

#### English Books

Tafsir-e-Uthmani (Vol. 1, 2, 3)  
Lisaan-ul-Quran (Vol. 1, 2, 3)  
Key Lisaan-ul-Quran (Vol. 1, 2, 3)  
Al-Hizbul Azam (Large) (H. Binding)  
Al-Hizbul Azam (Small) (Card Cover)  
Secret of Salah

#### Other Languages

Riyad Us Saliheen (Spanish) (H. Binding)  
Fazail-e-Aamal (German) (H. Binding)

To be published Shortly Insha Allah

Al-Hizbul Azam (French) (Coloured)

### الكتب المطبوعة

(ملونة، مجلدة)

الهداية (٨ مجلدات)	منتخب الحسامي
الصحيح لمسلم (٧ مجلدات)	نور الإيضاح
مشكاة المصابيح (٤ مجلدات)	أصول الشاشي
نور الأنوار (مجلدين)	نفحة العرب
تيسير مصطلح الحديث	شرح العقائد
كنز الدقائق (٣ مجلدات)	تعريب علم الصيغة
النبيان في علوم القرآن	مختصر القدوري
مختصر المعاني (مجلدين)	شرح تهذيب
تفسير الجلالين (٣ مجلدات)	

(ملونة كروتون مقوي)

متن العقيدة الطحاوية	زاد الطالبين
هداية النحو (مع الخلاصة)	المرفقات
هداية النحو (المتداول)	الكافية
شرح مائة عامل	شرح تهذيب
دروس البلاغة	السراجي
شرح عقود رسم المفتي	إيساغوجي
البلاغة الواضحة	الفوز الكبير



## مکتبۃ البشریٰ کی مطبوعات

### اردو کتب

مجلد کارڈ کور

فضائل اعمال منتخب احادیث  
مفتاح لسان القرآن (اول، دوم، سوم) اکرام مسلم

☆ ☆ ☆

زیر طبع کتب

حسن حصین تعلیم العقائد  
آسان اصول فقہ فضائل حج  
عربی کا معلم (سوم، چارم) معلم الحجاج

مطبوعہ کتب

(رنگین مجلد)

لسان القرآن (اول، دوم، سوم) تعلیم الاسلام (مکمل)  
خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی بہشتی زیور (۳ حصے)  
الحزب الاعظم (ماہانہ ترتیب پر) تفسیر عثمانی (۲ جلد)  
خطبات الاحکام لجمعۃ العام

رنگین کارڈ کور

الحزب الاعظم (جیبی) ماہانہ ترتیب پر تبصیر المنطق  
الحجۃ (بچھنا لگانا) جدید المیثاق علم الخو  
علم الصرف (اولین و آخرین) جمال القرآن  
عربی صفوۃ المصادر سیر الصحابیات  
عربی کا آسان قاعدہ تسہیل المبتدی  
فارسی کا آسان قاعدہ فوائد کیہ  
عربی کا معلم (اول، دوم) بہشتی گوہر  
خیر الاصول فی حدیث الرسول تاریخ اسلام  
روضۃ الادب زاد السعید  
آداب المعاشرت تعلیم الدین  
حیۃ المسلمین جزاء الاعمال  
تعلیم الاسلام (مکمل) جوامع الکلم